﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ☆ ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۱۷/اگست ۲۰۰۱ء شمارہ ۳۳

۲۵/جمادی الاول ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۱۷/ظہور ۱۳۸۰ ہجری شمسی

شرط منوائی هے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَیں نے اپنے رب سے یہ شرط منوائی ہے کہ مَیں انسان ہوں دوسرے لوگوں کی طرح خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی ہوتا ہوں۔ اگر مَیں کسی کو ایسی بددعا دوں جس کا وہ اہل نہیں تو اے میرے اللہ تو اس بددعا کو بھی اس کے لئے طہارت اور پاکیزگی اور قیامت کے دن قرب کا ذریعہ بنادے"۔(صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب من لعنه النبی)

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰۃ والسلام﴾

اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا ہے

کروڑہا راستبازوں کے تجارب نے اور خود ہمارے تجربہ نے اس مخفی حقیقت کو ہمیں دکھلا دیا ہے کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے

"ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں رُوحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا ہے اور تمام شکوک و شبہات دُور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے۔ بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنے والا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یقیناً وحقّاً خداتعالیٰ کے ہاتھ نے اس کے مقاصد کو اس کے دامن میں ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص دُعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ سے الہام پاکر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے وہ اس کام کے ہو جانے پر خداتعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں آگے قدم بڑھاتا ہے اور اس قبولیت دعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے کہ گویا صرف ایک روح رہ جاتا ہے لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بے شمار دولت اور مال اور اسباب تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اس کے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے۔ خداتعالیٰ پر اگر اس کو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا مردہ ایمان ہوتا ہے جو اُس کو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا۔

یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ قضاوقدر میں سب کچھ مقرر ہو چکا ہے مگر قضاوقدر نے علوم کو ضائع نہیں کیا۔ سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضاوقدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے کہ بے شک دواؤں میں خواص پوشیدہ ہیں اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو تو خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک عارف کو ماننا پڑا ہے کہ دعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں مگر کروڑہا راستبازوں کے تجارب نے اور خود ہمارے تجربہ نے اس مخفی حقیقت کو ہمیں دکھلا دیا ہے کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ نماز کا مغز اور روح بھی دُعا ہی ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ جب ہم ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کہتے ہیں تو اس دعا کے ذریعہ سے اس نور کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں جو خداتعالیٰ سے اترتا ہے اور دلوں کو یقین اور محبت سے منور کرتا ہے۔

(ایام الصلح ۔روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحه ۲۳۹ تا ۲۴۱)

رحمانیت کا اکثر حصه غائب میں هے

جو رحمان کے ذکر سے اعراض کرے اس کے لئے ایسے شیطان مقرر کر دئے جاتے هیں جو الله کی رحمانیت سے دوسروں کو ناامید کرتے هیں

اس زمانہ میں خدائے رحمان نے حضرت مسیح موعودؑ کو قرآن سکھایا ہے یعنی اس کے صحیح معنی آپ پر ظاہر فرمائے ہیں

دنیا بھرمیں خداتعالیٰ کی رحمانیت کی مظہر ہومیو پیتھی ڈسپنسریاں جماعت کی طرف سے قائم کر دی گئی ہیں جو بلامبادله کام کرتی ہیں - ہر ملک کے امیر کا فرض ہے که تمام احباب کومطلع کرے که ان کے قریب کہاں کہاں مفت ڈسپنسریاں قائم ہیں اورکس طرح کام کر رہی ہیں

(خلاصه خطبه جمعه ۳/اگست ۲۰۰۱ء)

لندن(۳/اگست): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آج بھی صفت رحمانیت کے متعلق قرآنی آیات کے حوالہ سے مضمون بیان فرمایا۔ سورۃ الزخرف آیت ۳۷۔۳۸ کے حوالہ سے بتایا کہ یہاں یہ جو بیان ہے کہ جو رحمان کے ذکر سے اعراض کرے اس کے لئے شیطان مقرر کردئے جاتے ہیں۔ اس سے مراد برے ساتھی ہیں جو اللہ کی رحمانیت سے دوسروں کو ناامید کرتے ہیں۔ وہ انسانی بھیس میں شیطان ہوتے ہیں۔ دوسرے نفس کا شیطان بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ﴿نُقَیِّضْ لَہٗ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بیرونی شیطان ہے جو مسلط کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خواہ گناہ کتنے بھی بڑھ جائیں یہ کامل یقین ہونا چاہئے کہ اگر اللہ چاہے تو اس کی رحمانیت ہمارا سہارا بن جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ رحمان کے ذکر سے مراد اس جگہ قرآن کریم ہے یعنی جو قرآن کریم کا صریح مخالف ہو شیطان اس کے دل میں وساوس ڈالتا رہتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ ق آیت ۳۴ تا ۳۶ کے حوالہ سے بتایا کہ رحمانیت کا اکثر حصہ غیب میں ہی ہے۔ یہ جو ساری کائنات پیدا کی گئی اس کی کون خبر دے سکتا تھا۔ کوئی مانگنے والا نہیں تھا، کوئی دیکھنے والا نہیں تھا، صرف اللہ ہی ہے جو رحمان ہے۔

سورۃ الرحمٰن کی آیات ۲ تا ۵ کے حوالہ سے حضور نے بتایا کہ یہاں ﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ فرمایا ہے۔ اور انسان کے متعلق فرمایا ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ یہ آیت قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ کو حل کردیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سکھایا ہے اور اس کو تخلیق نہیں کیا۔ حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کے تحت یہ بیان فرمایا ہے کہ یہاں بیان سے مراد زبان عربی ہے۔ سورۃ الملک کی آیت ﴿مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ...... الخ﴾ کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ساری کائنات طبقہ در طبقہ پیدا ہوئی ہے اور ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتی چلی گئی ہے اور تم خدائے رحمٰن کی اتنی وسیع کائنات میں کہیں بھی کوئی تضاد نہیں دیکھو گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں تفاوت کے ایک معنی ہیں کہ کوئی کمی نہیں دیکھو گے اور دوسرے یہ کہ کوئی تضاد نہیں دیکھو گے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید نے آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان موجود چیزوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتیں جیسے کشش ثقل ہے۔ ایسے ستونوں پر کشش ثقل چل رہی ہے جن کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔ ان میں ایک تاریک مادہ (Dark Matter) بھی ہوسکتا ہے اور تاریک مادے اور روشن مادے کا آپس میں توازن ایسا ہے کہ ایک دوسرے کے برابر ہوجاتے ہیں۔ سائنس دانوں نے جو عجیب وغریب باتیں اب دریافت کی ہیں یہ سب قرآن مجید میں بیان ہیں۔ اگرچہ وہ خود اندھے ہیں کہ خدا کی قدرت کو نہیں دیکھ سکتے مگر اسے دوسروں کو دکھادیتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے مختلف آیات قرآنیہ کے حوالہ سے صفت رحمانیت کے ذکر کے بعد آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کا ذکر فرمایا جن میں صفت رحمان کا ذکر ہوا ہے۔ ایک الہام ہے کہ "اِنِّي مَعَ الرَّحْمٰنِ فِي كُلِّ حَالَةٍ . حَالَةُ الْمَوْتِ وَحَالَةِ الْبَقَاءِ"۔ اسی طرح ایک الہام ہے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن"۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن سکھایا ہے یعنی اس کے صحیح معنی آپ پر ظاہر فرمائے ہیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے پھر احباب کے خطوط کے متعلق توجہ دلائی اور فرمایا کہ میری ڈاک میں کثرت سے ایسے خط آتے ہیں جن میں لوگ لکھتے ہیں کہ ہمارا ہومیوپیتھک علاج کرو۔ حضور نے فرمایا کہ دور بیٹھے تفصیلی حالات کا علم ہوئے بغیر علاج ممکن نہیں۔ اس کے دو حل ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو میری کتاب ہے ہومیوپیتھی کی وہ آپ لے لیں اور اسے پڑھ کر اپنا مطالعہ کریں اور علاج کریں۔ سب سے بہتر علاج انسان خود کرسکتا ہے۔ لیکن جن کو یہ طریقہ نہیں آتا ان کے لئے دنیا بھر میں جماعت کی طرف سے خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی مظہر ہومیوپیتھی ڈسپنسریاں قائم کردی گئی ہیں اور وہ بلا مبادلہ کام کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان سب کا تفصیلی ذکر تو خطبہ میں ممکن نہیں۔ امراء جماعت کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو ان کی واقفیت کروائیں۔ ربوہ میں بھی جماعت کی طرف سے مفت علاج کی اتنی سہولتیں ہیں کہ دنیا کے کسی اور شہر میں نہیں ہونگی۔ مگر پھر بھی وہاں سے مجھے خط آتے ہیں کہ ہمارا علاج کرو۔

حضور نے فرمایا کہ ہر ملک کے امیر کا فرض ہے کہ تمام جماعتوں کو مطلع کرے کہ آپ کے قریب کونسی ڈسپنسری ہے۔ اسی طرح انجمن کا فرض ہے کہ سارے پاکستان میں بتائیں کہ کہاں کہاں مفت ڈسپنسریاں کام کررہی ہیں۔ تمام امراء صوبائی، امراء اضلاع، سب پر ذمہ داریاں ڈالیں کہ ہر احمدی کو معلوم ہوجانا چاہئے کہ ڈسپنسریاں کہاں ہیں اور کس طرح کام کررہی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک دعا کا تعلق ہے وہ میرا فرض ہے اور مَیں لازماً آپ کے دکھ میں شریک ہوتا ہوں اور جہاں تک توفیق ہے اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن دور بیٹھے تفصیلی علاج ناممکن ہے۔

فیصل آباد میں ایک احمدی مسلمان کو شہید کردیا گیا

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق مکرم شیخ نذیر احمد صاحب آف مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو مورخہ ۲۸/جولائی ۲۰۰۱ء کو گولی مار کر شہید کردیا گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تفصیلات کے مطابق وقوعہ کے دن صبح ساڑھے آٹھ بجے کسی شخص نے ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک بچے نے دروازہ کھولا تو مجرم نے بچے سے کہا کہ کسی بڑے کو باہر بھجواؤ۔ چنانچہ مکرم شیخ نذیر احمد صاحب گھر کے دروازہ پر آئے تو اس شخص نے ان پر فائر کردیا اور وہ شدید زخمی ہوکر گر پڑے۔ انہیں فوری طور پر مقامی ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہوسکے۔

قاتل محلے کا پٹھان چوکیدار ہے جس کا نام بہرام خان ہے۔ پولیس نے اسے گرفتار کرلیا ہے۔ اس نے پولیس میں بیان دیا ہے کہ مقتول انہیں تبلیغ کرتا تھا اور یہ لالچ بھی دیا تھا کہ اگر وہ احمدی ہوجائے تو اسے ایک لاکھ روپیہ دے دیا جائے گا۔

شہید نذیر احمد صاحب کی عمر ۷۰/۷۵ سال تھی۔ وہ عرصہ ۲۰ سال سے مدینہ ٹاؤن حلقہ کے سیکرٹری مال تھے۔ مدینہ ٹاؤن کے حلقے میں مسجد کا پلاٹ مکرم شیخ صاحب کے نام ہے مگر اس حلقے کا ناظم شیخ اشفاق احمد جماعت کا شدید مخالف ہے۔ آج سے ڈیڑھ سال قبل اس شخص نے ہماری مسجد سیل کرادی تھی جو تاحال سربمہر ہے۔ شیخ اشفاق اس پلاٹ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس لئے عام تاثر یہ ہے کہ قتل اس نے کرایا ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہومیوپیتھی طریق علاج کے ذریعہ

خدمت خلق اور حیرت انگیز شفا کے

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

نمبر ۱۱

آپ کے تجربہ میں بھی ایسے غیر معمولی شفا کے ایمان افروز واقعات ہوں تو اپنے ملک کے امیر صاحب یا مبلغ سلسلہ کی تصدیق اور توسّط سے ہمیں بھجوائیں تاکہ وہ بھی الفضل کے ذریعہ ریکارڈ میں محفوظ ہوجائیں۔ (مدیر)

مکرمہ امۃ الجمیل غزالہ صاحبہ جرمنی سے لکھتی ہیں: آپ نے انٹرنیشنل الفضل (لندن) میں ہومیوپیتھی طریقہ علاج سے حیرت انگیز شفا پانے کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ تحسین آمیز ہے۔ لاعلاج مریضوں کا شفا پانا قدرت الٰہی اور اس کی ہستی کا ہونا اور زندہ ہونا ثابت کرتا ہے جس کا ذاتی تجربہ مجھے بھی ہوا ہے۔

خاکسارہ کو حمل کے ساتویں ماہ کے آغاز میں اعصاب کی بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ ٹانگوں میں درد کی شدت سے لیٹا بھی نہیں جاتا تھا۔ ہر وقت گرم رکھنے سے معمولی سا افاقہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات رات کو درد کی انتہا سے سو بھی نہیں پاتی تھی۔ راتیں اور دن بیٹھ کر گزارتی۔ چلنا پھرنا تو بہت دور کی بات ہے اپنی ٹانگوں پر وزن ڈال ہی نہیں سکتی تھی۔ ٹانگوں میں ہمت اور طاقت ہی نہیں تھی۔ حضور ایدہ اللہ کی شفقت کی بدولت آپ کے تجویز کردہ نسخہ جات کے استعمال سے درد کو افاقہ ہوا جو آرنیکا (Arnica) اور لیڈم (Ledum) ۲۰۰ اور کالی فاس (Kali Phos) اور میگ فاس (Mag.Phos) کی ٹکیاں گرم پانی میں حل کرکے پینے پر مشتمل تھا۔

اس دوران ایلوپیتھک ڈاکٹرز نے سرتوڑ کوشش کی کہ بیماری کا علم ہوسکے مگر ان کے ٹیسٹ اس بیماری کو معلوم کرنے میں ناکام رہے۔ اب ان کے پاس کوئی علاج نہیں تھا۔ اس دوران خاکسارہ کی درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ، تمام احباب جماعت اور اعزہ و اقرباء نے درد دل کے ساتھ شفایابی کے لئے دعائیں کیں جن کی مَیں تہہ دل سے ممنون ہوں۔

اسی اثناء میں میرے شوہر مکرم مبارک احمد صاحب کے ایک دوست نے خواب میں ایک کارڈ پر ہومیوپیتھک دوا کونیم (Conium1M,CM) لکھی دیکھی۔ خدائے برتر نے جو شفائے کاملہ عطا فرمانے والا ہے خود ہی رہنمائی فرمائی۔ بچہ کی پیدائش کے اگلے روز رات کو ایک خوراک لی اور صبح خدا کے فضل وکرم سے چند سیکنڈ کے لئے اپنی ٹانگوں پر کھڑی ہوگئی جو کہ میرے لئے بہت بڑا معجزہ تھا۔ اور میرے ڈاکٹرز کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ یہ وقت ہسپتال میں گزار رہی تھی اور انتہائی تکلیف دہ ٹیسٹوں نے مجھے ادھ موا کر رکھا تھا۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر مَیں نے باقاعدہ قدم اٹھانے شروع کردئے اور آہستہ آہستہ چلنا شروع کردیا۔ میرے چلنے نے بڑے بڑے پروفیسرز اور ڈاکٹرز کو بھی حیرت میں ڈال دیا۔ اللہ کے فضل سے تین چار ماہ میں تین خوراکوں کی بدولت ٹانگوں کی کمزوری جاتی رہی اور آٹھ نو ماہ بعد لمبی سیر پر جانے لگی۔ الحمدللہ آج کئی کلومیٹر بغیر کسی تکلیف کے پیدل چل لیتی ہوں۔ آج بھی جب وہ وقت یاد آتا ہے تو آنکھیں نمناک ہوجاتی ہیں۔ اس وقت کی بے چارگی اور بے بسی کو یاد کرکے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جسمانی اور روحانی مردے زندہ ہورہے ہیں۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی میرے ساتھ پیش آیا۔ گزشتہ سال مجھے دانت کی شدید درد تھی جو ہلتا بھی تھا۔ ڈاکٹرز نے تین دن کی تاریخ دی کہ یہ دانت ٹھیک نہیں ہوسکتا، ہر صورت میں نکلوانا ہی پڑے گا۔ دل بہت پریشان تھا اور دعا بھی کی کہ یا الٰہی سنا ہے دانت گر گئے تو منہ کا مزا جاتا رہتا ہے۔ اب ایک نکل گیا تو پھر سلسلہ چل نکلے گا۔ تو ہی شفا عطا فرما۔ ساتھ ہی پلانٹیگو میجر (Plantigo Q Major Q) کے دو تین قطرے مذکورہ دانت پر ڈالنے شروع کئے۔ آدھ گھنٹہ کے وقفہ سے چار پانچ بار کے استعمال سے درد موقوف ہوگیا۔ تیسرے روز وقت مقررہ پر ڈاکٹر کے پاس گئی۔ وہ دانت نکالنے کے اوزار لے کر قریب آ کھڑی ہوئی تو میرے بتانے پر کہ دانت میں کوئی درد نہیں وہ حیران ہوگئی۔ وہی دانت جو تین روز پہلے خوب ہل رہا تھا اب مضبوط ہوچکا تھا۔ ڈاکٹر کے حیران ہونے پر میں نے ہومیوپیتھک دوا کے استعمال کا بتایا تو اس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے ایک دفعہ فیصلہ کرلیا ہو دانت نکالنے کا اور پھر ملتوی کردیا ہو۔ مگر ایسا پہلی بار ہورہا ہے کیونکہ دانت واقعۃً مضبوط ہوچکا ہے۔ اس نے مجھ سے دوا کا نام لکھوا کر افادۂ عام کے لئے اپنے پاس رکھ لیا۔ ایک سال کا عرصہ گزرنے پر بھی دانت بالکل ٹھیک ہے۔ الحمدللہ۔

☆......☆......☆......☆

☆...... مظہر اقبال صاحب (جرمنی) لکھتے ہیں کہ انہیں مقعد کے اندر ایک نس پھولنے کی وجہ سے شدید تکلیف تھی اور اس وجہ سے بہت پریشان تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے فیرم فاس (Ferrum Phos) اور کلکیریا فلور (Calc.Fluor 1000) کی ایک خوراک لینے سے ہی فرق پڑ گیا۔

مسلم تاریخ اور چھ کونوں والا ستارہ

(دوست محمد شاھد ۔ مؤرخ احمدیت)

(دوسری قسط)

مسجد قیروان

قیروان کا شہر حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں شمالی افریقہ میں بسایا گیا اور حضرت عقبہ بن نافع فہری (گورنر افریقہ) نے یہاں فوجی چھاؤنی قائم کی، نیز مسلمانوں کے محلے آباد کر کے ایک جامع مسجد تعمیر کی۔ اس شہر نے رفتہ رفتہ اتنی ترقی کر لی کہ یہ مسلمانوں کا ایک بھاری مرکز بن گیا۔

(انسائیکلوپیڈیا۔ شائع کردہ فیروز سنز طبع اول صفحہ ۱۲۵۸)

قیروان کی یہ قدیم جامع مسجد جو قدیم اسلامی شوکت کا پتہ دیتی ہے ۳۰۷ء میں از سر نو تعمیر کی گئی اور جے ایچ کریمر (J.H.Kramers)، اے آر گب (A.R.Gibb) اور ای لیوی پرووینکل (E.Levi، Provencal) نے دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول حصہ دہم میں (جو ۱۹۵۷ء میں چھپی تھی) اس مسجد کا فوٹو محفوظ کر دیا ہے جس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ قدیم اسلامی فن تعمیر میں چھ کونی ستاروں کا استعمال کس درجہ کثرت اور وسعت سے ہوتا تھا کیونکہ اس کے پر شکوہ گنبد میں نہ صرف بڑے بڑے چھ کونی ستارے صاف نظر آتے ہیں بلکہ ان کے نیچے اس طرز کے ستاروں کی ایک لمبی قطار ہے جو مسجد کے محرابی دروازہ کے ایک کونے تک چلتی چلی جاتی ہے۔ یہ قطار تقریباً تین چھ کونی ستاروں پر مشتمل ہے۔

جامع احمد بن طولون، مصر

احمد بن طولون (ولادت ۲۲۰ھ۔ وفات ۲۷۰ھ) مصر کا ایک نہایت بہادر، منصف مزاج، مردم شناس اور فیاض فرمانروا گزرا ہے۔ اس مسلمان سربراہ مملکت نے ۵۸-۵۷ء میں پندرہ لاکھ روپیہ کے صرف سے قاہرہ کے اندر ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی جو اب تک موجود ہے اور دنیائے اسلام کی تیسری بڑی مسجد سمجھی جاتی ہے۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ ناشر فیروز سنز صفحہ ۵۸۔ سفر نامہ حج و زیارت از مولانا عبدالصمد صارم صفحہ ۱۱۵ و نوائے وقت ۲۲/اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۸)

مسٹر کے اے سی کریسول (K.A.C. Creswell) نے اپنی مشہور و معروف کتاب "قدیم مسلم فن تعمیر" (Early Islamic Architecture) میں اس عظیم الشان مسجد کا فوٹو دیا ہے جس پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے جب ہم اس کی بائیں جانب سے چھٹی کھڑکی پہ پہنچتے ہیں تو ہمیں چھ کونی ستارہ پوری شان کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔

مسٹر کریسول کے علاوہ ایک اور مغربی ماہر فن تعمیر لوتھر بیل نے اپنی کتاب (Place and Mosque) کی پلیٹ نمبر ۸۹ میں جس مسجد کا منظر پیش کیا ہے اس میں بھی مندرجہ بالا ستارے کی جھلک بالکل نمایاں ہے۔ مندرجہ بالا دونوں کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے شعبہ انگریزی میں موجود ہیں۔

خانقاہ بوترابی (ٹھٹھہ سندھ)

پاک و ہند کی تاریخ میں مسلّمہ طور پر سب سے پہلے صوفی درویش حضرت شیخ ابوتراب تھے۔ جن کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ اور جو ۱۷۱ھ کے لگ بھگ عباسی حکومت کے دور میں کسی معزز عہدے پر فائز ہو کر سندھ میں تشریف لائے۔ اور شہید ہو کر موضع کوری اور موضع پکھر کے درمیان (جو ٹھٹھہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے) دفن کئے گئے۔ آپ کا مزار مبارک جو زیارت گاہ خاص و عام ہے ایک کتبہ نصب ہے جس میں سن تعمیر ۱۷۱ھ درج ہے۔

(تحفۃ الکرام جلد سوم صفحہ ۲۵۳ بحوالہ تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۳۲ تا ۳۶ از اعجاز الحق قدوسی ناشر اردو اکیڈیمی سندھ، بندر روڈ کراچی طبع اول نومبر ۱۹۵۹ء)

صوبہ سندھ کے گزیٹیر بزبان انگریزی صفحہ ۹۱۔ مرتبہ ای۔ ایچ۔ ایکن۔ طبع کراچی ۱۹۰۷ء میں اس مزار کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ خان بہادر پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم صدر دائرۃ المعارف الاسلام پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۴ء میں خانقاہ بوترابی پر خاص طور پر تشریف لے گئے اور اس کے گنبد، دیوار اور کتبہ کا قریبی مطالعہ کیا اور اپنی معلومات اورینٹل کالج میگزین میں شائع کر دیں جو جناب احمد ربانی کی سعی و جدوجہد سے ان کے دوسرے تاریخی مقالوں کے ساتھ 'صنادید سندھ' کے نام سے چھپ چکی ہیں۔

اس کتاب میں اس خانقاہ کے دروازے اور محراب کے کتبہ کی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ کتبہ محراب میں سورۃ اخلاص کو ایسی خاص طرز کتابت میں نقش کیا گیا ہے کہ اس کے حروف خود بخود وسطی حصہ کے اندر ایک چھ کونی ستارہ میں ڈھل گئے ہیں۔ جہاں محراب میں اس کو یہ تقدس نصیب ہوا ہے وہاں خانقاہ کے دروازے سے وابستہ دیوار کے دونوں اطراف زیریں میں چھ کونی ستاروں کا ایک خوشنما اور دلفریب جھرمٹ ہے جو عجب بہار دکھلا رہا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا سکّہ

غازیٔ امت حضرت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ (المتوفی ۱۱۹۳ء) کے مجاہدانہ کارنامے اور غازیانہ معرکے اسلامی جنگوں کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ آپ ہی افواج اسلامی کے وہ قابل فخر جرنیل ہیں جنہوں نے بیت المقدس کی مقدس بستی کو عیسائیوں کے چنگل سے آزاد کرا کے اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے جھنڈے گاڑ دئے تھے۔

حضرت سلطان نے اپنے ۳۲ سالہ عہد حکومت میں جو سکّے اسلامی مملکت میں جاری کئے ان میں سے بعض دریافت ہو چکے ہیں اور مشہور مستشرق سٹینلے لین پول ایم۔ اے Stanley Lane Pool M.A نے ایک کتاب میں ان کا عکس بھی شائع کر دیا ہے۔ اس کتاب کا نام "صلاح الدین اور سلطنت یروشلم کا سقوط" (Saladin and the fall of the Kingdom of Jerusalam) ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۶ پر جن سکّوں کا فوٹو ہے ان میں ایک پر نمایاں شکل میں چھ کونوں والا ستارہ بھی ہے۔ یہ ستارہ اتنا بڑا ہے کہ سکّے کی گولائی پر حاوی اور محیط ہے۔

سیف الدین العادل کا صندوقچہ

سلطان سیف الدین العادل حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کے بھائی تھے جو اسلامی جنگوں میں داد شجاعت دیتے رہے۔ مسٹر سٹینلے لین پول ایم۔ اے نے اپنی کتاب "صلاح الدین اور سقوط مملکت یروشلم" کے صفحہ ۳۳۸ پر ان کے ایک صندوقچہ کی تصویر دی ہے۔ جس پر خوبصورت بیل بوٹے بنائے گئے ہیں۔ اور اس کے ڈھکنا کے گول دائرہ کے بیرونی حصہ میں عربی حروف لکھے ہیں۔ اور درمیانی حصہ میں اوپر نیچے کئی چھ کونوں والے ستارے انتہائی نفاست طبع اور چابکدستی سے آویزاں ہیں۔ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ستاروں کی تعداد نصف درجن سے زیادہ ہے۔

مسجد صالح طلعی

مجلس تحفظ آثار عرب مصریہ کے ممتاز رکن "ارنسٹ ٹاڈ ہیام رچمنڈ" نے اپنی کتاب "اسلامی فن تعمیر" میں ۱۱۶۰ء کی ایک مسجد صالح طلعی کا ذکر کیا ہے اور اس کے منبر کی پٹی کی ہندسی لکیروں، بازوؤں اور کواڑوں کے تختوں پر بنے ہوئے بعض نمونوں کا چربہ دیا ہے جس میں ایک نمونہ چھ کونی ستارہ کے احاطہ میں دکھایا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو اردو ترجمہ صفحہ ۲۱۔ پبلشر انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ جنوری ۱۹۵۲ء)

مزار حضرت معین الدین چشتیؒ

برصغیر پاک و ہند میں جن اولیائے عظام نے اسلام کا نور پھیلایا ہے ان میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ باون برس کی عمر میں ہندوستان تشریف لائے اور پینتالیس برس تک اجمیر میں اپنے کمالات اور مجاہدات اور دعاؤں اور پاک نمونہ سے تبلیغ اسلام کے جہاد میں مصروف رہے۔ مارچ ۱۲۳۵ء میں آپ کا وصال ہوا اور یہیں دفن کئے گئے جہاں ایک عالیشان مقبرہ بنا ہوا ہے جس پر ہر سال ۶/رجب کو نہایت جوش و خروش سے عرس منایا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ اجمیری کا مزار مبارک قدیم اسلامی فن تعمیر کا نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ دیواریں سنگ مرمر کی ہیں جالی دار کھڑکیوں اور منقش دیواروں پر جابجا چھ کونوں والا ستارہ نظر آتا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب "The Great Mughuls by Bomber Gascoine p.94")

ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۶/فروری ۱۹۶۹ء کے سرورق پر سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیریؒ کے مزار پر انوار کی ایک تصویر چھپی تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ مقبرہ کی دیواروں کے علاوہ مرقد مبارک سے متصل محراب میں چاند کی تصویر بنی ہوئی ہے اور اس کے اندر چھ کونوں والا ستارہ بھی ہے۔

بہزاد کی مصوری کے نادر نمونے

کمال الدین بہزاد (ولادت ۸۴۴ ہجری ۱۴۴۸ء وفات ۹۴۲ھ ۱۵۳۶ء) قدیم اسلامی آرٹ اور مصوری کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تصور کیا جاتا ہے جس کے نقش و نگار کے بے شمار تصویری نمونے ایران، ترکی، مصر اور یورپ کے عجائب گھروں اور کتب خانوں میں موجود ہیں جن میں چھ کونی ستارہ کا بڑی کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔

دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ا مطبوعہ لنڈن ایڈیشن ۱۹۵۹ء کے صفحہ ۱۲۱۲ کی پلیٹ نمبر ۳۳ و ۳۵ پر اسی نوع کے ستارہ پر مشتمل دو نمونے دئے گئے ہیں۔ پلیٹ نمبر ۳۳ کی تصویر میں بہزاد نے حسین بخارا کے دربار کی ضیافت کی منظر کشی کی ہے۔ دربار کے دائیں جانب واقع شاہی کمرہ کی دیواروں پر چھ کونی ستاروں کے بہت سے نقوش نظر آرہے ہیں۔ یہ تصویر حضرت سعدیؒ کی بوستان کے قلمی نسخہ سے ماخوذ ہے جو ۸۹۳ھ بمطابق ۱۴۸۸ء میں ضبط تحریر میں لایا گیا۔ اور مصر کی قومی لائبریری (قاہرہ) میں محفوظ ہے۔ پلیٹ نمبر ۳۵ کی تصویر بھی بوستان کے مندرجہ بالا قلمی نسخہ ہی کی ہے اور ایک مسجد کا نظارہ پیش کر رہی ہے۔ اندر بعض صوفی منش بزرگ مراقبہ اور ذکر الٰہی میں مصروف ہیں اور نہ صرف باہر کے بلند اور پر شکوہ دروازہ کے نچلے جانب چھ کونی ستارہ کثیر تعداد میں جگمگا رہے ہیں بلکہ اندرونی دالان کی محرابی دیواروں پر بھی دائیں اور بائیں دونوں طرف ان کے متعدد نقوش ابھرے ہوئے ہیں جس سے پندرھویں سولھویں صدی عیسوی کی اسلامی دنیا کے فن تزئین کی خصوصیات کی نشاندہی ہوتی ہے۔

اس ضمن میں کتاب کے ضمیمہ (مطبوعہ ۳۴۔۱۹۳۳ء لندن) کے صفحہ ۳۸ پر بہزاد کے آرٹ کا ایک تیسرا نمونہ بھی دیا گیا ہے اور جو "بستان سعدی" کے قلمی نسخہ ۸۸۲ھ (۱۴۵۷ء) ہی سے لیا گیا ہے۔ اس نایاب تصویر میں فریاب کے صوفی کو مصلے پر نماز کی حالت میں سمندر کو عبور کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر مسٹر اے چیسٹر بیٹی لندن (Mr.A.Chester Beaty London) کے مجموعہ سے دستیاب ہوئی ہے۔

برطانیہ کے موجودہ عالمگیر اسلامی میلہ (World of Islam Festival) کے زیر انتظام لندن کی ساؤتھ بنک کی ہیورڈ گیلری میں اسلامی فن خطاطی کے جو نمونے نمائش میں رکھے گئے ہیں ان میں حضرت سعدیؒ کی گلستان کا سولھویں صدی کا ایک نایاب ورق بھی شامل ہے۔ اس قدیم نسخہ کے ایک صفحہ کا عکس روزنامہ جنگ کراچی نے اپنی ۱۵/اپریل ۱۹۷۶ء کی اشاعت خاص میں دیا ہے جس میں متعدد چھ کونوں والے ستارے صاف موجود ہیں۔ اور تین صدیاں قبل کے اسلامی آرٹ کے مرکزی کردار کی عکاسی کر رہے ہیں۔

بابر کا تخت اور لباس

ظہیر الدین بابر (ولادت ۱۴۸۳ء وفات ۱۵۳۰ء) ہندوستان کی عظیم الشان اور پر شکوہ مغل سلطنت کے بانی تھے جنہوں نے چار سال کے مختصر عرصہ میں پنجاب سے بنگال تک اور کوہ ہمالیہ سے گوالیار تک علاقے فتح کر کے اس پر اسلامی پرچم لہرا دیا۔ بابر نہایت عادل، پابند صوم و صلوٰۃ اور فقہ اسلامی کے ماہر بادشاہ تھے۔

الفنسٹن لکھتا ہے کہ ایشیا میں جو سب سے زیادہ تعریف کے لائق بادشاہ گزرا ہے وہ بابر ہے۔ مؤرخین ان کو بادشاہ غازی کے نام سے پکارتے ہیں۔

(تاریخ ہندوستان جلد سوم از مولانا ذکاء اللہ خان دہلوی)

شہنشاہ بابر کو شش جہتی ستارہ کا نشان کتنا دلپسند اور مرغوب خاطر تھا؟ اس کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ قدیم مغل آرٹ میں ان کے دربار اور لباس کی جو تصاویر مدتوں سے محفوظ چلی آتی ہیں ان میں یہ ستارہ خاص طور پر پایا جاتا ہے۔

1. (The Great Mughals by Bamber p 15.)
2.(Babur Nama vol 1 Translated by Annettes Beverid Ge.)

ہمایوں کی لائبریری

شہنشاہ بابر کی وفات کے بعد ان کا بڑا بیٹا نصیر الدین محمد ہمایوں تخت نشین ہوا۔ یہ مسلمان بادشاہ نہایت بلند پایہ علمی ذوق رکھتا تھا اور اس کو مطالعہ اور کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ اسے ۲۵/جنوری ۱۵۵۶ء کو اپنے کتب خانہ دہلی کی چھت سے گرنے کا حادثہ پیش آیا اور اسی سے وفات ہوئی۔

(قاموس المشاہیر جلد دوم مرتبہ نظامی بدایونی ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶۰)

مسٹر Bumber Gascoigne نے اپنی کتاب "دی گریٹ مغلز" (The Great Mughals) کے صفحہ ۶۸ پر ہمایوں کی اس یادگار عمارت کا فوٹو دیا ہے جسے وہ لائبریری کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ دو منزلہ عمارت ہے بالائی منزل پر متعدد محراب نما دروازے ہیں جن کی پیشانی پر چھ کونوں والا روشن ستارہ چمک رہا ہے۔

شاہی قلعہ لاہور

شاہی قلعہ لاہور مغلوں کے اسلامی فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے۔ ڈاکٹر محمد باقر صاحب نے "لاہور قدیم و جدید" (Lahore-Past and Present) میں بتایا ہے کہ یہ قلعہ شہنشاہ اکبر کے ۱۲ء جلوس میں تعمیر کیا گیا۔ اس اندازہ کے مطابق قلعہ لاہور کا سال تعمیر ۱۵۶۸ء کے لگ بھگ بنتا ہے لیکن آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۶۶ء میں یہ قلعہ موجود تھا۔ (نقوش لاہور نمبر صفحہ ۱۳۸)

قلعہ کی دیوار مستحکم اور سرخ پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی ہے۔ Bumber Gascoigne نے اپنی کتاب "دی گریٹ مغلز" کے صفحہ ۱۷۴۔۱۷۵ پر اس کی ایک بیرونی دیوار کا دلکش فوٹو دیا ہے۔ دیوار پر نہایت خوبصورتی اور قرینہ سے ایک شاندار طریق سے گلکاری کرنے کے علاوہ چھ کونی ستارے بھی بنائے گئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ فن تعمیر کسی قوم کے تہذیبی مزاج کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ان دیواروں پر ایک جھلک ڈالنے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ سولہویں صدی عیسوی میں جبکہ ہندوستان پر اسلامی پھریرا پوری شان و شوکت سے لہرا رہا تھا مسلمان بادشاہ اور مسلمان صنعت گر اور ماہرین فن چھ کونوں والے ستارہ کو شاہی عمارتوں کی زیب و آرائش میں نمایاں جگہ دیا کرتے تھے۔

سلجوقی دورِ حکومت کی عمارتیں

تاریخ اسلام میں سلجوقیوں کا عہد (۴۱۶ھ ۱۰۳۶ء۔ ۷۰۰ھ ۱۳۰۱ء) مسلمانوں کے نہایت عروج و اقبال کا زمانہ تھا۔ جبکہ اسلامی ایشیا افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرہ روم تک، پھر ایک سیاسی مرکز پر متحد ہو گیا۔ رومی سلطنت کی پیش قدمی بند ہو گئی اور مسلمان جنگجوؤں کی ایسی اولوالعزم اور سر فروش اور کفن بروش نسل پیدا ہوئی جس نے صلیبی جنگوں میں عیسائی فوجوں کے قدم اکھیڑ دیے۔

(تاریخ اشاعت اسلام صفحہ ۴۱۹۔ تالیف مولانا شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ ۱۹۶۲ء)

اسلامی فن تعمیر کے تین دور ہیں۔ دور قدیم، دور وسطی اور دور آخر۔ سلجوقی فن تعمیر کا تعلق دور وسطی سے ہے جس کے بعض نمونے Ernest Kuhnel نے اپنی کتاب "Die Kunst Des Islam" میں دیے ہیں۔ جس کا اردو ایڈیشن مولانا غلام طیب کی فکری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ ملک کے اہم علمی ادارہ فیروز سنز نے اسے پہلی بار ۱۹۷۱ء میں "اسلامی آرٹ اور فن تعمیر" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔

اس کتاب کے آخر پر نمبر ۳۱ اور نمبر ۳۳ پر سلجوقی آثار قدیمہ میں ایک مسجد اور ایک چوبی دروازے کا فوٹو ہمیں ملتا ہے۔ مسجد ایشیائے کوچک کی ہے جو ۱۲۲۸ء میں تعمیر ہوئی۔ اور چوبی دروازہ تیرھویں صدی کا بنا ہوا ہے جو کرمان ایشیائے کوچک سے انقرہ ہے کے عجائب خانہ میں منتقل ہو چکا ہے۔ مسجد کی ڈیوڑھی کی بالائی دیوار پر اور چوبی دروازے کے وسط میں خاص اہتمام کے ساتھ چھ کونوں والے ستارے بنے ہوئے ہیں اور بآسانی نظر آسکتے ہیں۔

مسجد جامی، ہرات

مولانا عبدالرحمٰن جامی (ولادت ۱۴۱۴ء وفات ۱۴۹۲ء) فارسی کے مشہور شاعر، تصوف کی دنیا کے تاجدار اور چوالیس کتابوں کے مصنف تھے۔ افغانستان کے مشہور شہر ہرات میں آپ کی طرف منسوب ایک عالیشان مسجد شہر کے جنوبی کنارے پر واقع ہے۔ مسجد کی موجودہ صورت ۱۲۰۰ء میں غیاث الدین غوری کے دور میں ظہور پذیر ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد مشہور مفسر بزرگ حضرت فخر الدین رازی کے لئے تعمیر کروائی گئی تھی۔ رازی کا مزار مسجد سے ملحقہ ان کے حجرے میں واقع ہے۔

جناب مستنصر حسین صاحب تارڑ نے اپنے سفر نامہ "نکلے تری تلاش میں" کے صفحہ نمبر ۶۴ پر مسجد جامی کی عمارت کا فوٹو دیا ہے جس پر متعدد چھ کونی ستارے نقش ہیں۔

سلطان عبدالعزیز کے شاہی تمغے

ترکوں کی عثمانی سلطنت جس کی بنیاد ارطغرل کے بیٹے امیر عثمان خان غازی نے ۶۸۷ ہجری مطابق ۱۲۸۸ء میں رکھی، دنیا کی زبردست طاقتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اور اپنے وقت میں سب سے بڑی اسلامی حکومت کہلاتی تھی جس کا ارتقاء ایشیا، یورپ اور افریقہ کے وسیع حصوں پر قائم تھا۔ اور اس کی ہیبت پورے یورپ پر چھائی ہوئی تھی۔ سلطان عبدالعزیز (ولادت ۱۲۴۵ھ ۱۸۳۰ء۔ تخت نشینی ۱۲۷۷ھ ۱۸۶۹ء) اسی عظیم الشان سلطنت کے اکتیسویں بادشاہ گزرے ہیں۔

سلطان عبدالعزیز کے زمانہ میں کئی داخلی اصلاحات ہوئیں مثلاً جدید صوبوں کی تقسیم، مجلس شوریٰ کا قیام، فوج کی تنظیم نو۔ اس زمانے میں ترکی کا بحری بیڑہ اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ دول یورپ کی للچائی ہوئی نگاہیں اس کی طرف اٹھنے لگیں۔

(تاریخ ملت جلد ہشتم مؤلفہ مفتی انتظام اللہ صاحب اکبرآبادی صفحہ ۱۹۹)

یہ نیک دل اور عالی دماغ بادشاہ جو شاہی لباس زیب تن رکھتا تھا اس پر متعدد چاند اور چھ کونی ستارے تمغہ کی شکل میں آویزاں ہوتے تھے۔ جس کا ایک دستاویزی ثبوت بادشاہ کی وہ نایاب تصویر ہے جو انجمن ترقی اردو پاکستان نے "سلطنت عثمانیہ کی انقلابی تحریکیں" کے صفحہ ۱۲۷ پر چھاپی ہے۔ اور جس میں سلطان کے خدوخال بالکل نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہ کتاب ملک کے مشہور محقق جناب مزمل یاسین کے قلم سے نکلی ہے جو "تاریخ سلطنت مسلمانان روس" کے مصنف ہیں۔

مسجد وزیر خان، لاہور

شاہجہان بادشاہ کے عہد میں اسلامی علوم وفنون اور علم و ادب نے بہت ترقی کی۔ اس لئے مؤرخین نے عہد شاہجہانی کو مغلوں کے سنہری زمانہ سے تعبیر کیا ہے۔ لاہور کی مسجد وزیر خان جو چنیوٹ کے نواب وزیر خان جیسے ثقافت اسلامیہ اور تعمیرات کے ماہر نے ۱۰۴۴ھ ۱۶۳۳ء میں بنوائی اسی دور کی یادگار ہے۔ اس تاریخی عمارت کو دیکھنے اور اس کے شاندار نقش و نگار کو دیکھنے کے لئے سیاح دور دور سے آتے ہیں۔ اور آرائش و کاشی کاری اور خطاطی کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔ لاہور کے میو سکول آف آرٹ کے دو سابق پرنسپل مسٹر رک وڈ کپلنگ اور مسٹر اینڈریوز جیسے غیر مسلم محققین نے بھی اس نہایت خوبصورت اور عالیشان عمارت کی اپنے مضامین میں بے انتہا تعریف کی ہے (جرنل آف انڈین آرٹ اینڈ انڈسٹری۔ سرکار ہند ۱۸۸۷ء و ۱۹۰۳ء) مسٹر کپلنگ نے اس عمارت کو "فن نقاشی کا بہترین سکول" اور "نقش و نگار کا عدیم المثال نمونہ" قرار دیا ہے۔ اس پر شکوہ مسجد کا ایک نفیس ماڈل ۱۹۱۴ء کی ویمبلے نمائش لندن میں بھی رکھا گیا تھا۔

پاکستان کے نامور مصور جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی نے اپنی مشہور تالیف مسجد وزیر خان لاہور (مطبوعہ کاپی بک شاپ اردو بازار کبیر سٹریٹ لاہور ۱۹۷۵ء) میں فن تعمیر اسلامی کے اس عظیم شاہکار پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس کی بہت سی خوبصورت تصویریں بھی کتاب کی زینت کی ہیں۔ بائیسویں نمبر کی تصویر دیوار مسجد کی منظر کشی کر رہی ہے جس میں علاوہ دوسرے بیل بوٹوں کے چھ کونوں والے چار چمکدار ستارے ایک دلکش ڈیزائن کی صورت میں منقش ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کی تحقیق کے مطابق چمکدار ستارہ کی روغنی اینٹیں سامرا وغیرہ مقام میں تیار ہو کر باہر بھیجی جاتی تھیں اور مسلمانوں نے ابتداء سے ہی انکا استعمال کر کے اپنی تعمیرات میں امتیاز پیدا کیا تھا۔ (مسجد وزیر خان صفحہ ۴۵)

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

احمدیوں کا نفوذ جوں جوں دنیا میں پھیلے گا حضرت رسول کریم ﷺ کی سچی محبت دنیا میں پھیلتی چلی جائے گی

اس زمانہ کے یہودی صفت مولویوں کا بھی وقت آنے والا ہے۔

جب اللہ ان سے نفرت کرتا ہے تو ضرور ان سے نفرت دنیا میں پھیلائی جائے گی۔

اللہ پاکستان پر احمدیوں کو یقیناً غلبہ عطا کرے گا۔ اس میں ایک ذرہ بھی شک کی گنجائش نہیں

(قرآن مجید کی مختلف آیات کے حوالہ سے صفت رحمانیت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳؍جولائی ۲۰۰۱ء ۱۳؍وفا ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

اس سے پہلے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں کہ سورۃ مریم میں جتنا لفظ رحمان استعمال ہوا ہے خداتعالیٰ کی صفت رحمانیت کا اتناذکر کسی دوسری سورۃ میں نہیں۔ باقی سب سورتوں میں رحمان کا لفظ ملا کر بھی اس سے تو شاید زیادہ ہو لیکن بہت زیادہ نہیں، جو اکیلا سورۃ مریم میں استعمال ہوا ہے۔ اور پہلے بھی مَیں نے پچھلے خطبہ میں سورۃ مریم کے تعلق میں رحمانیت کا ذکر کیا تھا آج بھی اس کا بہت سا حصہ اسی مضمون پر مشتمل ہے۔

سورۃ مریم کی تین آیتیں ہیں نمبر ۹۱ تا ۹۳۔ ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا. اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا. وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا﴾ اب دیکھئے دو دفعہ ان تین آیتوں کے اندر رحمٰن کا ذکر ہے۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر پڑیں کہ انہوں نے رحمان کے لئے بیٹے کا دعویٰ کیا حالانکہ رحمٰن کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ اب رحمان کے لئے کیوں شایانِ شان نہیں؟ اس لئے کہ رحمانیت نے تو سب دنیا کو بن مانگے دیا ہے تو وہ اپنے لئے بیٹا کیوں لے۔ رحمانیت کے نتیجہ میں تو ساری کائنات وجود میں آئی ہے تو اس کو اپنے لئے بیٹے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ نہایت ہی احمقانہ خیال ہے جو عیسائیوں نے خداتعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور چونکہ عیسائیت کے ساتھ تعلق ہے اس لئے سورۃ رحمٰن میں بکثرت اس کی تکرار ہوئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ترجمہ یہ ہے: ”قریب ہے کہ آسمان چور چور ہو جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ذرّہ ذرّہ ہو کر گر پڑیں کہ وہ رحمان کا بیٹا پکارتے ہیں“۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی کتاب ہے تصدیق براہین احمدیہ اس سے یہ لیا ہے۔

پھر ضمیمہ اخبار بدر قادیان میں یہ عبارت ہے ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء میں: ”تَكَادُ السَّمٰوٰت: یہ پیشگوئی ہے اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے“۔ اور اگر آپ زلازل کی تاریخ پر غور کریں تو واقعۃً جس کثرت سے یسوع پرستوں کے ملکوں میں زلازل آتے ہیں ویسے اور کہیں نہیں آئے۔ صرف امریکہ ہی کی تاریخ لے لیں زلازل کی تو آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ فرمایا: ”یہ پیشگوئی ہے اور ایسے زلازل یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے ہیں۔

هَدًّا: سخت۔ آسمان سے وہ عذاب ہے جو اٹل ہو“۔

پھر تصدیق براہین احمدیہ میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ حوالہ ہے ”اور رحمٰن کو سزاوار نہیں کہ بیٹا اختیار کرے کیونکہ سب جو آسمان و زمین میں ہیں، رحمان کے حضور بندہ بن کر آنے والے ہیں“۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۱۱)

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ایک حوالہ اسی مضمون کی وضاحت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ ”یہودیوں کی شرارتیں اور شوخیاں اسی حد تک ہیں کہ ان کی سزا اسی دنیا میں دی جاسکتی تھی“۔

اب دیکھ لیں یہود کے متعلق بار بار ﴿مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ کا ذکر جو آیا ہے تو اس دنیا میں کثرت کے ساتھ یہود کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ جو یہود نے اپنے لئے سامان تیار کئے جن کے ردِّ عمل میں بڑی سخت سزائیں یہود کو دی گئیں۔ نازی جرمنی اس بات کی گواہ ہے کہ سارے مظالم جو یہود پر کئے گئے خود یہود ہی نے تیار کئے تھے اور وہ اللہ کے غضب کے نیچے بھی آئے اور بندوں کے غضب کے نیچے بھی آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ شوخیاں تو ایسی تھیں کہ جن کا اس دنیا میں سزا کے طور پر ذکر ضروری تھا اور ذکر کیا گیا اور یہ سزاوار د ہوتی چلی گئی اور آئندہ بھی ہوتی چلی جائے گی۔

”لیکن ضَآلِّيْن کی سزا یہ دنیا برداشت نہیں کر سکتی کیونکہ ان کا عقیدہ ایسا نفرتی عقیدہ ہے جس کی نسبت خداتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ یعنی یہ ایک ایسا برا کام ہے جس سے قریب ہے کہ زمین آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ غرض یہودیوں کی چونکہ سزا تھوڑی تھی اس لئے ان کو اسی جہان میں دی گئی اور عیسائیوں کی سزا اس قدر سخت ہے کہ یہ جہان اس کی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے ان کی سزا کے واسطے دوسرا جہان مقرر ہے“۔

(الحکم۔ جلد ۱۲۔ نمبر ۲۔ بتاریخ ۶؍جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

اب سورۃ مریم ہی کی دو آیات ہیں جن میں رحمٰن کا ذکر ہے ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ یقیناً آسمانوں اور زمین میں کوئی نہیں مگر وہ رحمان کے حضور ایک بندہ کے طور پر حاضر ہونگے۔ تو پھر رحمان کو بیٹا بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے یقیناً ان کا احاطہ کیا ہوا ہے اور انہیں خوب گن رکھا ہے۔ ’گن رکھا ہے‘ سے مراد کون لوگ ہیں۔ اس سے مراد وہ مشرک عیسائی ہیں جنہوں نے خداتعالیٰ کے اوپر یہ بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا احاطہ بھی کیا ہوا ہے۔ وہ اس دنیا میں بھی سزا پائیں گے اور آخری دنیا میں بھی ان کے لئے سزا مقرر ہے۔ اس گھیرے کو توڑ نہیں سکتے۔ احاطہ کا مطلب ہے چاروں طرف سے اس کو گھیرا ہوا ہے۔

اور اس وقت بھی دنیا میں جو بڑی جنگیں آئی ہیں یہ عیسائی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ تمام عیسائی مملکتوں میں جنگِ عظیم اول اور جنگِ عظیم ثانی میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ کتنا تہلکہ مچا اور عیسائیوں نے ہی خود عیسائیوں کو کاٹا اور صرف عیسائیت کی وجہ سے دنیا میں بہت سخت اضطراب پیدا ہوا ہے۔ تو زمین و آسمان کے پھٹنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ اس دنیا میں ہی وہ آپس میں پھٹ پڑیں گے اور ان کا آسمان پھٹے گا، ان کے ساتھ ہی ان کی زمین بھی پھٹ جائے گی۔ اب اس پہلو سے عیسائیوں کے لئے ایک بہت بڑا عذاب اسی دنیا میں مقدر ہے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہیں کافی نہیں، آخری دنیا میں بھی ان کے لئے خاص سزا مقرر ہے۔

اس ضمن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر یہود کے لئے آخری دنیا میں سزا مقدر نہیں ہوگی۔

یہ ایک مشکل سوال ہے جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ یہ مَیں کہہ سکتا ہوں اتنی سزا نہیں ہو گی جتنی عیسائیوں کے لئے ورنہ یہود کے لئے بھی ضرور آخری دنیا میں کوئی سزا مقرر ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”زمین، آسمان میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو مخلوق اور بندۂ خدا ہونے سے باہر ہو“۔ (براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۲۷۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

پھر سورۃ مریم ہی میں نمبر ۹۷ آیت میں ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے رحمان محبت پیدا کر دے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان کے لئے محبت کیسے پیدا ہو گی جو رحمان خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق بعض روایتیں ایسی ہیں جو عجیب لگتی ہیں مگر حقیقت میں وہ اسی طرح ہیں جس طرح بیان کیا گیا ہے یعنی آسمان پر اللہ پہلے اپنی محبت کا اعلان کرتا ہے گویا جبریل کو کہتا ہے کہ میرا فلاں بندہ مجھے پیارا ہے تم اس سے پیار کرو۔ پھر جبریل سب جگہ، چونکہ سب سے بڑا فرشتہ ہے، وہ اعلان کرتا ہے کہ میرے اللہ کو فلاں شخص پیارا ہے تو سب دنیا اس سے محبت کرے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب دنیا تو اس سے محبت نہیں کرتی، بڑے بڑے ظلم کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھ لیں کہ سب سے زیادہ پیارے بندے تو رسول اللہ ﷺ تھے پھر بھی آپؐ سے اس زمانہ میں محبت کرنے کی بجائے بڑی شدید دشمنی کی گئی۔ تو اس کا ایک حل تو یہ ہے اور یہی مناسب حل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت دنیا میں بڑھتی چلی جانی تھی۔ اور آئندہ بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ پس وہ محبت جس کا اعلان فرشتوں کی دنیا میں کیا گیا اس محبت کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کی کثرت کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت ڈالی جائے گی اور یہ محبت آج کل اتنی شدید ہے بعض مسلمانوں میں بلکہ اکثر مسلمانوں میں کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے نام پر مولوی ان کو ظلم کی تعلیم بھی دیں تو وہ ظلم سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت اور ظلم دو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ وہ اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ مگر محبت رسول کے لئے آپ مسلمانوں سے جتنی مرضی قربانی لے لیں۔ یہ اعلان کر دیں کہ فلاں شخص نے رسول اللہ ﷺ کی محبت پہ حملہ کیا ہے تو قتل و غارت، خون خرابہ، ہر قسم کے ظلم و ستم میں وہ مبتلا ہو جائیں گے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت دل میں بہر حال سخت جاگزیں ہے۔

تو محبت اگرچہ اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی تھی جب ابتداء میں آپ نے دعویٰ کیا لیکن یہ محبت ایک بڑھنے والی چیز تھی جو بڑھتی چلی جانی تھی۔ اگرچہ اس میں اعتدال سے کام نہیں لیا گیا مگر محبت میں عموماً اعتدال ہاتھ سے جاتا ہی رہتا ہے۔ محبت مضمون ہی ایسا ہے کہ بالآخر اعتدال نہیں رہتا۔ تو ہماری دعا ہے اور خصوصاً احمدیوں کے لئے میری دعا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت احمدیوں کے بڑھنے سے دنیا میں بہت ترویج پائے گی مگر یہ محبت میانہ روی کی محبت ہونی چاہئے۔ ایسی محبت جس کے نتیجہ میں دنیا سے محبت کی جائے، نہ کہ نفرت کی جائے۔ پس مسلمانوں نے جو محبت کو نفرت میں بدل دیا ہے یعنی غیر احمدی مسلمانوں نے، احمدیوں کو دوبارہ اس محبت کو محبت ہی میں بدلنا ہے اور جہاں جہاں احمدیت کا غلبہ ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچی محبت بڑھتی چلی جائے گی۔

اب اس ضمن میں دو حدیثیں پڑھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرنے لگتا ہے تو جبریل کو پکارتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ مَیں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں پس تُو بھی اس سے محبت کر۔ جبرائیل اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر جبرائیل آسمان والوں میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس پر اہلِ آسمان اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر اس کی مقبولیت اہل زمین کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الادب باب المقۃ من اللّٰہ تعالیٰ)

اہلِ آسمان اس سے جو محبت کرتے ہیں اس سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ ہی میں جو آسمانی لوگ تھے یعنی وہ صحابہ جو حقیقتاً دنیا میں رہتے ہوئے بھی آسمانی تھے ان کے دل میں اتنی شدید محبت تھی رسول اللہ ﷺ کی کہ انہوں نے اپنی گردنیں بھیڑوں بکریوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے عشق میں پیش کر دیں اور ایسا عجیب نظارہ دنیا نے دیکھا ہے کہ اس نظارہ کی کوئی مثال دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ پس محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو اصلی اور سچی محبت تھی وہ صحابہ ہی کے زمانہ میں تھی اور وہی محبت اب ہم نے پیدا کرنی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ انشاءاللہ تعالیٰ احمدیت کا نفوذ جوں جوں دنیا میں پھیلے گا حضرت رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت پھیلتی چلی جائے گی۔

اب اس کے ساتھ ناراضگی کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے مَیں فلاں شخص سے ناراض ہوں۔ چنانچہ جبرائیل آسمان میں اعلان کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے ناراض ہے۔ پھر اہل زمین کے دلوں میں اس شخص کے بارہ میں اظہار ناراضگی وارد ہونے لگتا ہے۔ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ مریم زیر آیت ۹۷)

اب یہود کی ناراضگی کا تو پتہ ہے کس طرح اہل زمین میں بھی وہ ناراضگی پھیلتی چلی گئی اور اس زمانہ میں بھی جو یہود صفت مولوی ہیں ان کا بھی وقت آنے والا ہے۔ یہ بات ٹل نہیں سکتی۔ جب اللہ تعالیٰ ان سے نفرت کرتا ہے تو ضرور ان کی نفرت دلوں میں پھیلائی جائے گی۔

سنن الترمذی میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اسے اہلِ دنیا سے اس طرح محفوظ کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی استعمال کر کے بیماری سے بچاتا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الحمیۃ)

اب محفوظ کیسے کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی دیکھ لیں تئیس سالہ عرصہ میں آپؐ پر قرآن نازل ہوا۔ جب تک قرآن مکمل نہیں ہو گیا تمام تعلیمات سو فیصد اپنی تکمیل کو نہیں پہنچیں اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے شر سے محفوظ رکھا حالانکہ وہ شر ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ یہود نے بھی اپنی نفرت کی انتہا کر دی، مشرکین نے بھی اپنی نفرت اور ظلم کی انتہا کر دی مگر ایک بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ ان کی نفرت اس حد تک غالب ہونے دی جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو زندہ رکھا یہاں تک کہ قرآن اپنی تکمیل کو پہنچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات مَیں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ ایک ہے ” وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ “ اور اپنی محبت تیرے پر ڈال دی یعنی تیرے دل میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنی محبت پیدا کی۔ ”اَنَا اخْتَرْتُكَ وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ “۔ مَیں نے تجھے چن لیا اور اپنی محبت تیرے پر ڈال دی۔ اب محبت تیرے پر ڈال دی کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب آگے پھر بھی یہی آئے گا کہ محبت خدا نے الٹ دی ہے جس طرح انڈیلی جاتی ہے محبت اس طرح محبت انڈیلی جاتی ہے۔ ﴿اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾ جس طرح ہم دعا کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی محبت جس کے دل میں ڈالے وہ انڈیل دیتا ہے اس کو۔ ”اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ “ پھر ترجمہ یہی ہے کہ مَیں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔ پھر ایک الہام ہے ”اَنَا الرَّحْمٰنُ فَاطْلُبْنِي تَجِدْنِي “ اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو نہیں فرمایا حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کا ترجمہ یہ ہے مَیں رحمان خدا ہوں تو مجھے تلاش کرے گا تو ضرور پا لے گا۔

علامہ فخر الدین رازیؒ سورۃ مریم کی آیت ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وُدًّا﴾ کے بارہ میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ پہلا قول اکثر محدثین کا ہے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کے دلوں میں ان کی خاطر محبت پیدا کر دے گا۔ ان کی محبت کی عدم موجودگی کے باوجود اور ایسے اسباب کے ظہور پذیر نہ ہونے کے باوجود جن سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے یعنی قرابت داری کی وجہ سے یا دوستی کی وجہ سے یا حسن سلوک کی وجہ سے۔ اور اس مودّت اور محبت کی اختراع اور ابتدا اولیاء اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور کرامت خاص ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب اور ہیبت ڈالتا ہے اسی طرح ان کے مقام کو واضح کرنے کے لئے مومنوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دیتا ہے۔ آگے ﴿سَ﴾ کا لفظ ہے ﴿سَيَجْعَلُ﴾ ضرور ڈال دے گا۔

تو حضرت امام رازیؒ نے یہ بہت لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ دیکھو یہ سورۃ مکّی ہے جو کہ مظالم کا دور تھا اور مظالم اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس دور میں (﴿سَ﴾ کا مطلب ہے عنقریب، بہت دیر

عالم پر نظرِ رحمت کریں اور نجات کا راستہ ان پر کھول دیں"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۴۳) پھر آپ فرماتے ہیں "تمام دنیا کے لئے تجھے ہم نے رحمت کر کے بھیجا ہے اور تو رحمت مجسم ہے"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۵ صفحہ ۱۹۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ یہ اس وقت آنحضرت ﷺ پر صادق آتا ہے کہ جب آپ ہر قسم کے خُلق سے ہدایت کو پیش کرتے"۔ یعنی اگر رسول اللہ ﷺ کے اخلاق بھی اپنے رحمۃ للعالمین ہونے کے تابع نہ ہوتے تو آپ کو رحمۃ للعالمین قرار دیا ہی نہیں جا سکتا تھا۔

"جب آپ ہر قسم کے خُلق سے ہدایت کو پیش کرتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے اخلاق، صبر، نرمی اور نیز مار ہر ایک طرح سے اصلاح کے کام کو پورا کیا اور لوگوں کو خدا کی طرف توجہ دلائی۔ مال دینے میں، نرمی برتنے میں، عقلی دلائل اور معجزات کے پیش کرنے میں آپ نے کوئی فرق نہیں رکھا۔ اصلاح کا ایک طریق مار بھی ہوتا ہے کہ جیسے ماں ایک وقت بچہ کو مار سے ڈراتی ہے"۔ تو بظاہر ماں سے تو توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے بچہ سے دشمنی کرے۔ وہ اپنے بچے کے لئے مسلسل مجسم رحمت ہوتی ہے پھر بھی بچے کی اصلاح کی خاطر اس کو مارتی بھی ہے اور اس سے ڈراتی بھی ہے۔ تو پتہ لگا کہ "مار بھی ایک خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جو آدمی اور کسی طریق سے نہیں سمجھتے خدا اُن کو اس طریق سے سمجھاتا ہے کہ وہ نجات پاویں۔ خدا تعالیٰ نے چار صفات جو مقرر کی ہیں جو کہ سورۃ فاتحہ کے شروع میں ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان چاروں سے کام لے کر تبلیغ کی ہے۔ مثلاً پہلے ربّ العالمین یعنی عام ربوبیت ہے۔ تو آیت ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پھر ایک جلوہ رحمانیت کا بھی ہے کہ آپ کے فیضان کا بدل نہیں ہے۔ ایسی ہی دوسری صفات"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۹ بتاریخ ۷/اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۰) ان چیزوں کے متعلق چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسری جگہ مزید روشنی ڈال چکے ہیں اور مَیں بیان کر چکا ہوں ان کی تکرار کی ضرورت نہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو اقتباسات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور پھر یہ مضمون ختم ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہمارے نبی کریم ﷺ کو دیکھو کہ جب مکہ والوں نے آپ کو نکالا اور تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفیں آپ کو پہنچاتے رہے، آپ کے صحابہ کو سخت سخت تکلیفیں دیں جن کے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ اس وقت جیسے صبر اور برداشت سے آپ نے کام لیا وہ ظاہر بات ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ہجرت کی اور پھر فتح مکہ کا موقع ملا تو اس وقت ان تمام تکالیف اور مصائب اور سختیوں کا خیال کر کے جو مکہ والوں نے تیرہ سال تک آپ پر اور آپ کی جماعت پر کی تھیں آپ کو حق پہنچتا تھا کہ قتلِ عام کر کے مکہ والوں کو تباہ کر دیتے اور اس قتل میں کوئی مخالف بھی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ان تکالیف کے لئے وہ واجب القتل ہو چکے تھے۔ اس لئے اگر آپ میں قوت غضبی ہوتی تو بڑا عجیب موقع انتقام کا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو چکے تھے مگر آپ نے کیا کیا؟ آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور کہا "﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾" کہ آج کے دن تم پر کوئی پکڑ نہیں ہے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ مکہ کی مصائب اور تکالیف کے نظارہ کو دیکھو کہ قوت و طاقت کے ہوتے ہوئے کس طرح پر اپنے جان ستاں دشمنوں کو معاف کیا جاتا ہے۔ یہ ہے نمونہ آپ کے اخلاق فاضلہ کا جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی.........مکہ والے بھی اپنی شرارتوں اور مجرمانہ حرکات کے باعث اس قابل تھے کہ ان کو سخت سزائیں دی جاتیں اور ان کے وجود سے اس ارضِ مقدس اور اس کے گرد و نواح کو صاف کر دیا جاتا مگر یہ ﴿رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ اور ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ کا مصداق اپنے واجب القتل دشمنوں کو بھی پوری قوت اور مقدرت کے ہوتے ہوئے کہتا ہے ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ "کہ آج کے دن تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں"۔ یہاں ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ نہیں بلکہ دو تجلیات ہیں، دو شانیں ہیں، ایک جلال کی اور ایک جمال کی۔ "اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی ﷺ اللہ جل شانہ کے مظہر اتم ہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ "یعنی آنحضرت ﷺ کو فرمایا تیری رحمت ایسی ہے کہ سارے جہانوں پر حاوی ہے۔ یہ آپ کے جمال کی مظہر آیت ہے۔

"اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ "کہ تم نے کنکریوں کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی، تو تو نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا۔ یعنی تیری مٹھی جس غضب کو لے کر ان پر پڑی، وہ خدا ہی کا غضب تھا جو اس وقت اُن پر نازل ہو رہا تھا۔" "یہ دونوں صفتیں آنحضرت ﷺ کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱ حاشیہ۔ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۲ حاشیہ)

اب صفت جلالی کو صحابہؓ کے ذریعہ کیسے رونما کیا۔ صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بہت سخت جنگیں لڑی ہیں اور بڑے جلال کے ساتھ ان پر قبضہ کیا ہے اور اسی جلال کے ساتھ آپ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہوئے۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جلال ہی تھا جس کی طرف صحابہ کی زندگی میں اشارہ ملتا ہے۔

اور جمال کہاں گیا؟ جمال کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کے گروہ کے ذریعہ اسے کمال تک پہنچایا اور اس کا ذکر ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ میں فرمادیا۔ اشارہ اس طرف ہے کہ آیت قرآنی میں ہی مذکور تھا صرف حدیث کی بات نہیں ہے۔ کہ جب تک وہ لوگ جو آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں وہ ابھی تک پہلے صحابہ سے نہیں ملے مگر روحاً اور اخلاقاً اُن سے مل چکے ہیں۔ تو اس پہلو سے اس زمانہ میں آپ کے جمال کا اظہار ہوا ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس جمال کے اظہار کو کس حد تک دنیا پر ظاہر کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تشریح سے احمدیوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت جمال کا مظہر ہوں۔ اب اہل پاکستان ہم پر جتنا مرضی ظلم کریں یہ ناممکن ہے کہ احمدی جب غلبہ میں آئیں گے، اور یقیناً آئیں گے، تو وہ پاکستان کے مولویوں پر ظلم کریں اور ظلم سے بدلہ لیں۔ ان کی ایک ہی آواز ہو گی ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ کہ اب ہمارے پاس سوائے اس کے کچھ کہنے کو نہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے فرمایا تھا کہ آج کے دن تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ اب یہ جو شان ہے رسول اللہ ﷺ کی یہ انشاء اللہ ہمارے دیکھتے میں یا شاید ہمارے بعد پوری ہو گی اور ضرور پوری ہو گی اور اللہ تعالیٰ پاکستان پر احمدیوں کو یقیناً غلبہ عطا فرمائے گا۔ اس میں ایک ذرہ بھی شک کی گنجائش نہیں۔ اور یقیناً احمدی پھر رحمت کا سلوک کریں گے اور ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ کہیں گے۔

اس ضمن میں مجھے اپنی ایک بچپن کی رؤیا بھی یاد آتی ہے۔ جس میں میری ایک بحث ہو رہی ہے غیر احمدی مولویوں سے اور اس بحث کے دوران وہ مجھے کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو مان بھی جائیں، سچا بھی مان لیں مگر مشکل یہ ہے کہ ہم آپ لوگوں پر اتنے ظلم کر چکے ہیں کہ جب ہم آپ کے قابو میں آئیں گے تو آپ ہم پر ان سب ظلموں کا بدلہ اتاریں گے۔ مَیں ان کو کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ تم بے خوف ہو کر ہمارے ساتھ چلنا ہم آپ کے ظلموں کا آپ پر ظلم کے ذریعہ نہیں بلکہ رحم کے ذریعہ بدلہ اتاریں گے اور یہی ہمارا مقدر ہے یہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ تو اس سے مجھے بھی حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور یہ امکان نظر آتا ہے کہ شاید یہ میرے زمانہ میں ہی ایسا ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو۔

Microsoft Certified Professional IT Training Center

German Standard Institute Education Board:

Naser Peter-Chr.Lutzin (Electroninc Eng.)/ Dr.Hasan (Commerce)
Muhammad Sajjad M.Sc (Computer Sciences) MCSE MCDBA CCNA
Mansoor A. Khalid M.Sc (Physics) MCSE MCDBA Ramin Mirgoli MCSE .
Alina Schindler MCSE , Saba Ursula B.A (Commerc)

We are giving special concessions for Ahmadi students in our courses being conducted with collaboration of worldwide companies like Microsoft,Cisco,Oracle and Comptia etc. For the Groups of students between 6-10 students for the same course .

Please contact us at

Tel :0049-511-404375 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: profi.it.train.center@t-online.deWebsite: www.profiittraining.de

Note: Inshallah We are soon going to get the licence of German Education Board as a authorized Technical Institute .Then We can take exam for IT Professionals of (IHK).

We are providing courses both in English and German.

بقیہ: مسلم تاریخ اور چھ کونوں والا ستارہ
از صفحہ نمبر ۴

مہدی سوڈانی کا سکّہ

محمد احمد مہدی سوڈانی (ولادت ۱۸۴۸ء وفات ۱۸۸۵ء) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ مصر و سوڈان بلکہ انیسویں صدی کے پورے مشرق وسطیٰ کی سیاسی تاریخ ان کی سرگرمیوں کے بغیر مکمل نہیں قرار دی جاسکتی۔ مہدی سوڈانی نے اپنی وفات سے چھ ماہ قبل خرطوم فتح کر کے انگریزوں کے چھکے چھڑا دئے۔ لارڈ کچنر نے اپنے زمانہ قیام مصر میں مہدی کی قبر سے ان کی ہڈیاں تک باہر نکال کر پھینکی تھیں۔ مہدی سوڈانی جہاد بالسیف کے موضوع پر ایسی مؤثر تقریر کرتے تھے کہ سامعین میں زبردست ولولہ اور جوش پیدا ہو جاتا تھا۔

مہدی سوڈانی نے اپنے عہد اقتدار میں اپنا ایک سکّہ بھی جاری کیا تھا۔ جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری نے اپنی کتاب "مہدی سوڈانی" کے صفحہ ۸۴ پر ان کے ایک چاندی کے سکّے کا نقش دیا ہے۔ اس سکّہ کے ایک جانب وسط میں ان کے پایہ تخت "اُمّ درمان" کا نام ہے اور اس کے نیچے ۱۳۰۴ھ درج ہے۔ سکّہ کے ان الفاظ کے اردگرد ایک حاشیہ سا محیط ہے جس کے درمیان چھ کونوں والا ستارہ بھی موجود ہے جو اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ جناب مہدی سوڈانی اس ستارے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔

بادشاہی مسجد، لاہور

لاہور کی بادشاہی مسجد مغل عہد حکومت کا سب سے بڑا تعمیری کارنامہ ہے جو تین لاکھ اکیس ہزار چار سو اناسی مربع فٹ رقبہ پر محیط ہے۔ اس عظیم الشان اور پرشکوہ مسجد کا زمانہ بنیاد ۱۰۸۴ھ مطابق ۱۶۷۳ء بتایا جاتا ہے۔ خلاصۃ التواریخ کے بیان کے مطابق اس پر چھ لاکھ سے زیادہ خرچ ہوا۔ اس مسجد کی بنیاد مغلیہ حکومت کے آخری باوقار ذی الاختیار شہنشاہ مجدد وقت حضرت محی الدین محمد عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ شہر سے متصل دریا کے کنارے ایک ایسی جامع مسجد ہو جس میں سب اہل لاہور بیک وقت نماز پڑھ سکیں۔ ("نقوش" لاہور نمبر)

ایک پاکستانی محقق محمد ولی اللہ خان فرماتے ہیں:

"شاہی مسجد اپنے بیرونی منظر کے لحاظ سے وسیع اور عسکری شان و شوکت کی حامل ہے اور اس کا اندرونی منظر انتہائی دلکش، جاذب نظر اور اعلیٰ ذوق کی تسکین کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ اندرونی تعمیرات میں کندہ کاری اور نقاشی کے اعلیٰ نمونے بڑے خوبصورت اور جاذب نظر ہیں اور مسجد کے ظاہری حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔ اس کے تعمیراتی انداز کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر ۶۲۲ء سے لے کر اس وقت تک مساجد کا جو تعمیراتی ارتقاء ہوا تھا وہ سب اس کی تعمیر میں بھر دیا گیا۔ مثلاً مسجد کوفہ (عراق) ۶۳۵ء-۶۷۰ء کے درمیان تعمیر ہوئی۔ اور اس میں ایک وسیع صحن اور بڑا دالان بنایا گیا تھا۔ اس کے مطابق شاہی مسجد میں بھی ایک وسیع اور بڑا دالان رکھا گیا۔ مسجد عمر فسطاط (مصر) ۶۷۳ء میں تعمیر ہوئی۔ اور اس کے چار مینار ہی بنائے گئے۔ مسجد شام اپنے عرض کے لحاظ سے ممتاز تھی چنانچہ اس مسجد کا عرض اس کے مطابق رکھا گیا۔ داخلے کے لئے ایک بڑا دروازہ مسجد سلجوقی (وسطی ایشیا) ۱۰۲۳ء-۱۳۰۰ء تک کے مطابق بنایا گیا۔ اس طرح ۱۰۵۱ برس پر محیط مساجد کی تعمیراتی ارتقاء کی تمام کڑیاں اس مسجد میں یکجا ملتی ہیں"۔ (نوائے وقت لاہور اشاعت ملی ۲۴/اپریل ۱۹۷۴ء صفحہ آخر)

قیام پاکستان کے بعد اس تاریخی مسجد کی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ عظیم دینی اور سیاسی شخصیتیں جو پاکستان میں آتی ہیں اکثر و بیشتر اس پرشکوہ مسجد کی زیارت کرتی ہیں۔

۲۲، ۲۳، ۲۴/فروری ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مشہور مسلم سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ تو جلالۃ الملک شاہ فیصل، قذافی، سادات، یاسر عرفات، عیدی امین اور دوسرے ممتاز مسلمان زعماء نے اس میں شرکت فرمائی۔ اور اس شاہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ سربراہ کانفرنس کی روداد انگریزی زبان میں حکومت پاکستان نے باتصویر شائع کی ہے۔ اس مطبوعہ روداد کے دوسرے سرورق پر اس تقریب کا بہت دیدہ زیب اور رنگدار فوٹو دیا گیا ہے۔ مسجد کے وسطی گنبد کے نیچے بلند و بالا دروازہ ہے جس کے کونوں پر چھوٹے چھوٹے دو مینار ہیں اور اس کی پیشانی کے عین وسط میں چھ کونوں والا ستارہ جگمگا رہا ہے۔ (Pakistan by Donald N. Wilber)۔

تمام مسلمان حکمران اور زعماء نے اسی دروازے سے داخل ہو کر نماز میں شرکت فرمائی۔ مگر کسی نے اشاروں کنایوں میں بھی نہیں کہا کہ چھ کونوں والا ستارہ یہودیوں کی نشانی ہے اسے محو کر دیا جائے۔

کتاب "مغل اعظم" (The Great Mughuls) کے صفحہ ۲۳۰ پر بادشاہی مسجد کے جنوبی حصہ کا بھی فوٹو دیا گیا ہے جس میں دو دروازے ہیں اور ہر دروازہ کے اوپر بھی بلکہ ان کے درمیانی حصہ پر بھی چھ کونی ستارے بالکل واضح اور نمایاں ہیں اور اس بات کا حتمی ثبوت ہیں کہ مجدد وقت حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ جیسے بزرگ اور متدین بادشاہ کے زمانہ حکومت میں بھی اس طرز کا ستارہ مسلم تہذیب اور دینی ثقافت کی عکاسی کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور قلعوں اور مسجدوں میں خصوصی طور پر مستعمل تھا۔

خلاصۂ تحقیق

مندرجہ بالا تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ میں ۱۳ سو سال سے چھ کونی ستارے کا نشان مروج ہے۔ اور مسلمان عالم اور شاہان اسلام اپنی یادگاری عمارتوں، صندوقچوں، سکّوں، لائبریریوں، شاہانہ لباسوں، مصوری کے نمونوں، قلعوں اور مسجدوں کو اس نشان سے زینت دیتے چلے آرہے ہیں۔

تحریک سو مساجد کے تحت گنی بساؤ میں

تیسری احمدیہ مسجد کا افتتاح

(رپورٹ: رشید احمد طیب مبلغ سلسلہ - گنی بساؤ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گنی بساؤ نے مورخہ ۱۵/جون ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی جاری فرمودہ عظیم تحریک "سو مساجد کی تعمیر" کے سلسلہ میں اس ملک میں تیسری احمدیہ مسجد کا افتتاح کرنے کی توفیق پائی۔ الحمد للہ علی ذلک۔ یہ مسجد ملک کے جنوبی ریجن ٹومبولی (Tomboli) کے گاؤں بینڈکو (benduko) میں تعمیر کی گئی ہے۔

قریباً ۳۵۰ نمازیوں کی گنجائش پر مشتمل یہ مسجد قریباً چھ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ مسجد کے ہال کا قریباً ایک تہائی حصہ دیوار کر کے مستورات کے لئے مختص کیا گیا ہے جسے احمدیہ مدرسہ کے طور پر بھی استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ مسجد کے سامنے کا وسیع صحن چاروں اطراف سے لکڑیاں لگا کر Cover کیا گیا ہے۔

خوبصورت محراب اور رنگین چھوٹے چھوٹے میناروں سے مزیّن یہ مسجد برلب سڑک واقع ہے اور سڑک کے کنارے پر احمدیہ مسجد کا بورڈ لگایا گیا ہے۔ گنی بساؤ کے اس سرسبز و شاداب علاقہ میں درختوں کے جھنڈ کے درمیان یہ مسجد نہایت خوشنما نظارہ پیش کرتی ہے۔

مکرم عبدالحمید صاحب چھینہ اور محمد امین صاحب چھینہ واقفین زندگی نے محنت اور لگن سے مقامی ماہرین کے تعاون سے اس مسجد کو تکمیل تک پہنچایا۔

مورخہ ۱۵/جون بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح ہوا۔ مکرم حمید اللہ ظفر صاحب امیر جماعت و مبلغ انچارج گنی بساؤ نے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم اور احادیث کی تعلیمات کی روشنی میں مساجد کی تعمیر کے بابرکت کام کی اہمیت اور اغراض و مقاصد اور دعا کی اہمیت بیان کی۔

نماز جمعہ کے بعد مہمان خصوصی مکرم موسیٰ کمارا صاحب گورنر ریجن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا اپنی حکومت کی جانب سے شکریہ ادا کیا اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ اس وقت جماعت احمدیہ ہی واحد جماعت یا تنظیم ہے جو بغیر کسی قسم کی ذاتی اغراض کے صرف اور صرف انسانیت کی خدمت کے لئے ہمارے ملک کی تعمیر و ترقی و عوام کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ نیز انہوں نے اس بات پر بھی اظہار مسرت کیا کہ انہیں اپنے اس دورِ ذمہ داری کے دوران کچھ عرصہ قبل اس مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کا موقع ملا تھا اور آج افتتاح میں بھی شامل ہو رہا ہوں۔ ورنہ عموماً اس قسم کے تعمیری کاموں میں تو بہت تاخیر ہوا کرتی ہے۔ اس موقع پر انہوں نے جماعت سے اپنے علاقہ میں سکول اور ہسپتال بنانے کی درخواست بھی کی۔

مکرم گورنر صاحب کے علاوہ اس علاقہ کے زونل ملٹری کمانڈر کے نمائندہ اور بعض سرکردہ حکومتی شخصیات نے اس بابرکت تقریب میں شرکت کی۔ اسی طرح مرکزی مبلغین مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں اور فضل احمد صاحب مجوکہ نے بھی اس تقریب میں شرکت کی۔

اس تقریب کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوئی اور پھر حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ احباب جماعت بینڈکو (Banduko) نے اس خوشی کے موقع پر گائے ذبح کر کے نہایت اعلیٰ کھانا تیار کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

آس پاس کے ۱۵ دیہات سے قریباً ۴۵۰ افراد اور ہمسایہ ملک گنی کناکری سے ۸ گاؤں کے مرکزی امام اور ایک گاؤں کے چیف نے اپنے علاقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اس تقریب میں شرکت کی۔ نیشنل ٹیلی ویژن، نیشنل ریڈیو اور نیشنل اخبار نے اس تقریب کی رپورٹنگ کی اور ٹی وی اور ریڈیو نے اپنے خبرناموں میں تفصیلی خبر نشر کی اور اخبار مذکورہ نے تفصیلی فیچر اس تقریب پر مشتمل شائع کیا۔ نیز علاقائی ریڈیو یمبرین (Yemberem) اور بافٹا (Bafata) نے اپنی خبروں میں اس تقریب کی خبر تفصیل سے نشر کی۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے

ہر طرح کے ملبوسات پر بطور خاص

سیل ...... ۱۳/اگست تا ۲۸/اگست ...... سیل

BELA BOUTIQUE & ANDERUNGSSCHNEIDEREI

ہماری ٹیلرنگ شاپ میں ہر طرح کے زنانہ و مردانہ ملبوسات کی سلائی اور مرمت کا انتظام

Tel: 069 24246490 + 069 24279400
Kaiser Str. 64 Laden 31-35 Frankfurt (Germany)
e-mail: belaboutique@aol.com
www bela-boutique.de

نہیں گزرے گی ابھی کہ ان لوگوں کے دلوں میں محبت ہوگی۔ قرآن کریم کی ایک سورۃ میں جس کی کئی دفعہ مَیں تلاوت بھی کرتا ہوں اس میں بھی یہ بات مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جان کے دشمن تھے جو لوگ وہ ﴿حَمِیْم﴾ بنادئے جائیں گے یعنی گہرے دوست۔ یعنی جان کے دشمن لوگ جان نثار دوستوں میں تبدیل کردئے جائیں گے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں ہی پوری ہوئی اور اس کو انتظار کے لئے کسی اگلے زمانہ کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے فرماتے ہیں ﴿سَ﴾ کا مطلب ہے عنقریب یعنی بہت دیر نہیں لگے گی کہ تیری محبت تو خود دیکھ لے گا کہ ان کے دلوں میں ڈالی گئی ہے۔

﴿وُدًّا﴾ کے سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نکتہ بیان فرمایا ہے کہ دیکھو ہم خدا کی خاطر جب کسی دوست کو چھوڑتے ہیں تو بے یار و مددگار نہیں رہ جاتے۔ اللہ ہمیں ان سے بہتر دوست عطا کردیتا ہے۔ اب یہ ایسے عارف باللہ کی باتیں ہیں جن کا حال اور قال ایک ہی تھا۔ ان کے دل پر وہی گزرتا ہے جو زبان پر آتا تھا اور تجربہ سے جانتے تھے کہ جب بھی انہوں نے کسی دوست کو خدا کی خاطر چھوڑا ہے تو اللہ نے اس سے بہتر دوست ان کو عطا فرمادیا۔

اب سورۃ مریم میں جو رحمان کے تذکرے چل رہے تھے وہ ختم ہوئے۔ اب سورۃ طٰہٰ کی آیت ۶ اور ۷ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سورۃ طٰہٰ بھی سورۃ مریم کے تابع ایک سورۃ ہے مگر یہ لمبا مضمون ہے اس کی وضاحت مَیں غالباً کسی اور جگہ کرچکا ہوں۔ یہاں اتنا کافی ہے کہ سورۃ طٰہٰ میں یہ آیت ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کہ رحمٰن ہے جو عرش پر متمکن ہوا۔ ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى﴾ رحمان۔ وہ عرش پر متمکن ہوا۔ اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اور وہ بھی جو زمین کی گہرائیوں میں ہے۔

اب رحمان کے عرش سے مراد سب سے زیادہ بلندی ہے اور ﴿تَحْتَ الثَّرٰى﴾ سے مراد سب سے بڑی گہرائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے نہ بلندی خالی ہے وہ ہر طرف ہے جس طرف بھی منہ کرو ادھر خدا کو پاؤ گے۔ تو ﴿اَلرَّحْمٰنُ﴾ ہے یہ جو ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ جو آسمان پر بھی بلند ہوا اور گہرائیوں میں بھی۔ اس سے زیادہ گہرائی اور کہیں آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ ہر جگہ رحمٰن کے جلوے دیکھو گے۔ اس پہلو سے آپ دیکھیں کہ رحمان کے جلوے کائنات میں ہر جگہ ظاہر ہو رہے ہیں چاند سورج سے علاوہ کائنات کے آغاز سے ہی رحمان کے جلوے ظاہر ہو رہے ہیں۔ جتنے سمندر کے جانور غذا حاصل کرتے ہیں ان کی قوت کا سامان ہے وہ سارے رحمانیت کے نتیجہ میں ایسا کرتے ہیں کیونکہ کسی عمل کی جزا تو ان کو نہیں دی جارہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش کی ایک بہت لطیف تفسیر فرمائی ہے کہ عرش ہے کیا چیز۔ فرماتے ہیں: ”خدا رحمان ہے جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ قرار پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ اس نے انسان کو پیدا کرکے بہت سا قرب اپنا اس کو دیا مگر یہ تمام تجلیات مختص الزمان ہیں یعنی تمام تشبیہی تجلیات اس کی کسی خاص وقت میں ہیں جو پہلے نہیں تھیں“۔ اب تجلیات مختص الزمان ہیں مگر اللہ مختص الزمان نہیں ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے جس کو سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ اپنی اعلیٰ صفات کے ساتھ دنیا سے منزّہ ہے۔ مگر بندہ کے ساتھ اس کا جو سلوک ہے وہ عارضی ہوتا ہے اور بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ اللہ بدلتا ہے۔ اس لئے کہ بندے بدلتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کا بندوں سے سلوک مختلف وقتوں میں مختلف ہوتا چلا جاتا ہے جو خدا کی تبدیلی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ بندوں کی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے تو اس لئے فرمایا وہ تجلیات مختص الزمان ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ جب اپنی تجلیات ظاہر کرتا ہے تو وہ زمانہ سے مخصوص ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔

”ازلی طور پر قرارگاہ خدا تعالیٰ کی عرش ہے جو تنزیہہ کا مقام ہے کیونکہ جو فانی چیزوں سے تعلق کرکے تشبیہ کا مقام پیدا ہوتا ہے وہ خدا کی قرارگاہ نہیں کہلا سکتا وجہ یہ کہ وہ معرض زوال میں ہے“۔ یعنی انسان سے جو تعلق ہے وہ اس لئے خدا کا تنزیہی مقام نہیں ہے کہ بندہ کے بدلنے سے جیسے میں پہلے بیان کرچکا ہوں تبدیل ہوتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات غیر مبدل ہے۔ ”اور ہر ایک وقت میں زوال اس کے سر پر ہے۔ خدا کی قرارگاہ وہ مقام ہے جو فنا اور زوال سے پاک ہے۔ پس وہ مقام عرش ہے“۔ جو ہر قسم کی فنا اور تبدیلی سے پاک ہے اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے تمام اجرام سماوی و ارضی پیدا کرکے پھر اپنے وجود کو وراء الوریٰ مقام میں مخفی کیا۔ وراء الوریٰ مقام کیا ہے۔ اس کا نام ہے عرش ہے۔ جس کا نام عرش ہے اور یہ ایسا نہاں در نہاں مقام ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی چار صفات ظہور پذیر نہ ہوتیں جو سورۃ فاتحہ کی پہلی آیات میں ہی درج ہیں تو اس کے وجود کا کچھ پتہ نہ لگتا“۔

اب آپ دیکھ لیں سورۃ فاتحہ کی جو چاروں صفات ہیں وہی مظہر ہیں اللہ تعالیٰ کی ورنہ خدا تعالیٰ کا وجود عرش میں مخفی ہوتا اور کسی انسان کو کبھی دکھائی نہ دیتا۔ ”یعنی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالک یوم الجزا ہونا۔ سو یہ چاروں صفات استعارہ کے رنگ میں چار فرشتے خدا کی کلام میں قرار دئے گئے ہیں“۔ یہ جو چار فرشتے قرار دئے گئے ہیں یہ استعارہ ہے، یہ فرشتے ظاہری طور پر نہیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جو استعارہ کے رنگ میں چار فرشتے قرار دئے گئے ہیں۔ ”جو اس کے عرش کو اٹھا رہے ہیں“ یعنی ان صفات پر خدا تعالیٰ کا عرش قائم ہے۔ ان صفات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات بندہ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے کہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا عرش ان پر قائم ہے۔ ”ورنہ خدا کی شناخت کے لئے اور کوئی ذریعہ نہ تھا“۔ (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۹ حاشیہ) اگر یہ نہ ہوتا کہ صفات نہ ہوتیں تو خدا کی شناخت کوئی انسان نہیں کرسکتا تھا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ اپنے تنزّہ کے مقام میں یعنی اس مقام میں جبکہ اس کی صفت تنزّہ اُس کی تمام صفات کو روپوش کرکے اس کو وراء الوراء اور نہاں در نہاں کردیتی ہے“۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا تنزہ جو ہے وہی اس کا عرش ہے۔ یعنی پوری طرح بنی نوع انسان کی نظر اور عقل اور فہم کی پہنچ سے وہ بالا ہو جاتا ہے۔ ”جس مقام کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں عرش ہے تب خدا عقول انسانیہ سے بالاتر ہو جاتا ہے اور عقل کو طاقت نہیں رہتی کہ اس کو دریافت کرسکے۔ تب اس کی چار صفتیں جن کو چار فرشتوں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جو دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہیں۔

اوّل ربوبیت جس کے ذریعہ سے وہ انسان کی روحانی اور جسمانی تکمیل کرتا ہے۔ چنانچہ روح اور جسم کا ظہور ربوبیت کے تقاضا سے ہے اور اسی طرح خدا کا کلام نازل ہونا اور اس کے خارق عادت نشان ظہور میں آنا ربوبیت کے تقاضا سے ہے۔

دوم خدا کی رحمانیت جو ظہور میں آچکی ہے یعنی جو کچھ اُس نے بغیر پاداش اعمال بے شمار نعمتیں انسان کے لئے میسّر کی ہیں یہ صفت بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے۔

تیسری خدا کی رحیمیّت ہے اور وہ یہ کہ نیک عمل کرنے والوں کو اوّل تو صفت رحمانیت کے تقاضا سے نیک اعمال کی طاقتیں بخشتا ہے اور پھر صفت رحیمیّت کے تقاضا سے نیک اعمال ان سے ظہور میں لاتا ہے“۔ یعنی نیک اعمال کی توفیق جو بخشتا ہے یا رحمانیت کا اثر ہوتا ہے اور اس توفیق کو پھر بار بار اس توفیق کے مطابق ان کو نیک اعمال کرنے کی جو توفیق ملتی چلی جاتی ہے یہ بار بار رحم کرنا رحیمیت کے تابع ہوتا ہے۔

”چوتھی صفت ﴿مالكِ يوم الدّين﴾ ہے۔ یہ بھی اس کے پوشیدہ وجود کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دیتا ہے“۔ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ بالآخر نیکوں کے نیک اعمال اور بدوں کے بد اعمال کے نتائج مترتب فرماتا ہے۔ ”یہ چاروں صفتیں ہیں جو اُس کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں یعنی اس کے پوشیدہ وجود کا ان صفات کے ذریعہ سے اِس دنیا میں پتہ لگتا ہے اور یہ معرفت، عالمِ آخرت میں دوچند ہو جائے گی گویا بجائے چار کے آٹھ فرشتے ہو جائیں گے۔

(چشمۂ معرفت۔ صفحہ ۲٦٦ و ۲٦۷)

جرمنی کا پہلا انٹرنیشنل جلسہ سالانہ مبارک ہو

تیسرے ہزار سال اور نئی صدی کے پہلے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی کے
بابرکت موقع پر KMAS TRAVEL کی انتظامیہ
تمام مہمانوں کی خدمت میں خوش آمدید اور مبارکباد پیش کرتی ہے

عمرہ، حج، جلسہ سالانہ قادیان اور عید کے موقعہ پر پاکستان جانے کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں اور کسی بھی ائرلائن میں اپنی نشست ابھی سے محفوظ کرائیں

ہماری ترقی کا راز — آپ کا پرخلوص تعاون

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany
Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394
Mobile: 0170-5534658

اب یہ مضمون جو ہے چار اور آٹھ کا یہ بہت گہرا مضمون ہے اور اس کی تفصیل میں جانا اس وقت میرے لئے ممکن نہیں ہے مگر مَیں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ دنیا میں بھی جو کائنات قائم ہے، زندگی قائم ہے اس کو کاربن بیسڈ لائف (Carbon Based Life) کہا جاتا ہے اور کاربن بیسڈ لائف اس زندگی کو کہتے ہیں جس کی جیسا کہ کاربن کی چار ویلنسیز (Valancies) ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے زمین کے فرشتوں کو بھی چار صفات سے بخشا ہے تو کاربن بیسڈ لائف اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی چار ویلنسیز کے ذریعہ اردگرد سے تعلق رکھتی ہے۔

اب آپ انسان پر غور کر کے دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی چار صفات کے ذریعہ ہی ایک دوسرے سے منسلک ہے ان کے علاوہ کوئی بھی ایسی صفت نہیں جو انسان کو دوسرے انسانوں سے منسلک کر سکے۔ تو قیامت کے دن یہ صفات آٹھ میں تبدیل ہو جائیں گی یعنی انسان زیادہ قرب سے اپنے اللہ کو دیکھے گا اور وہ صفات جو اس دنیا میں چار دکھائی دیتی تھیں وہاں ان کو دگنی یعنی آٹھ دکھائی دیں گی۔

بعض بچے اور عورتیں شکایت کرتی ہیں کہ ہمیں مضمون کی پوری سمجھ نہیں آ رہی۔ وہ تو ٹھیک ہے۔ مَیں اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہوں۔ یہ مضمون ہی ایسا لطیف ہے کہ اس کو سمجھانا بہت مشکل ہے۔ مَیں مثالوں کے ذریعہ کچھ ظاہر کرتا رہتا ہوں اور مزید جو صاحب علم ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے بچوں پر اور اپنی بیویوں وغیرہ پر اس مضمون کو کھولیں۔

اب سورۃ طہٰ کی نمبر ۹۱ تا ۹۲ آیات ہیں ﴿وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ . وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِىْ. قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى﴾ ہارون ان سے پہلے سے کہہ چکا تھا کہ اے میری قوم تم اس کے ذریعہ سے آزمائے گئے ہو یعنی سامری نے جو سازش کی تھی ان کو بہکانے کی حضرت ہارون ان سے کہہ چکے تھے کہ تم آزمائے گئے ہو یقیناً تمہارا رب رحمان ہے یعنی بہت رحم کرنے والا ہے۔ اگر تم اب بھی توبہ کرو تو وہ توبہ کو قبول کر لے گا۔ پس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو اور سامری کی باتوں کی طرف توجہ نہ دو۔ انہوں نے کہا ہم اس کے سامنے ضرور بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ آئے۔

اس کے سامنے سے کیا مراد ہے۔ مراد ہے کہ جو بت سامری نے گھڑا تھا ان کو بہکانے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے سامنے جب تک موسیٰ نہ آئے بیٹھے رہیں گے۔ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک غیر معمولی رعب عطا فرمایا تھا جو ہارون کو نہیں تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ کا رعب ان پر تھا اور حضرت موسیٰ کے رعب کی وجہ سے ہی پھر آخر وہ فتنہ ردّ کیا گیا۔

حضرت علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں ﴿وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ . وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِىْ﴾ کی تفسیر کے تحت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فضل میرے بندوں میں سے رحم کرنے والوں میں تلاش کرو۔ تم ان کے پہلو بہ پہلو زندگی بسر کرو کیونکہ مَیں نے ان میں اپنی رحمت ودیعت کر دی ہے اور میری رحمت کو سخت دل لوگوں میں تلاش نہ کرو کیونکہ ان میں میرا غضب ہے۔

پھر عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ نبی ﷺ کی تلاش میں نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابو بکر و عمر آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اسی اثنا میں ایک چھوٹا بچہ آیا اور رونے لگا۔ آنحضور ﷺ نے عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اس بچے کو اپنے سینے سے لگا کر پیار کرو یہ راہ بھول گیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اس بچے کو پکڑ لیا۔ اب آنحضرت ﷺ کی بچوں کے لئے تو ایسی محبت تھی کہ اگر نماز میں بھی آپ کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے تو نماز چھوٹی کر دیا کرتے تھے تاکہ بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو اور پیار کرنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ بہر حال اس روایت میں ہے کہ حضرت عمر سے آپ نے فرمایا کہ تم اس کو اٹھا لو۔ آپ نے اس کو اٹھا لیا۔ اتنے میں ایک عورت آئی جو بار بار مڑ مڑ کر کچھ تلاش کر رہی تھی۔ اپنے بچہ کے گم ہونے کی پریشانی کی وجہ سے اس کا سر ننگا ہو گیا تھا۔ اس عورت کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو بلاؤ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی۔ چنانچہ وہ آئی اور اپنے بچہ کو پکڑا اور اسے اپنی گود میں لیا اور رونے لگی۔ پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو اس نے آنحضرت ﷺ کو وہاں کھڑے پایا اور اس پر وہ شرما گئی۔ یہ منظر دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم دیکھتے ہو یہ والدہ اپنے بچہ پر رحم کرنے والی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ رحمت کے لحاظ سے اتنی شفقت اور رحمت کافی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اِنَّ اللّٰهَ اَرْحَمُ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا کہ اس ماں کو اپنے بچے سے جتنی محبت ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر محبت و شفقت کرنے والا ہے۔

اس ضمن میں ایک اور روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ایسے ہی موقع پر فرمایا کہ کیا تم یقین کر سکتے ہو کہ یہ ماں اس بچے کو آگ میں ڈال دے گی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر گز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ بھی اسی طرح اس سے بہت بڑھ کر اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے یعنی جو اس کے بندے بنیں ان پر اس کا سلوک ایسا ہے کہ ناممکن ہے کہ ان پر آگ نازل ہو، آگ ان پر حرام کر دی گئی ہے۔ پس جس طرح ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی اللہ تعالیٰ بھی اپنے بچوں یعنی اپنے ان بندوں کو جو اس سے پیار کرنے والے ہیں، ان کو ہرگز آگ کا عذاب نہیں دے گا۔

قرآن کی ایک اور آیت میں ہے کہ وہ اس آگ سے اتنے دور ہونگے کہ جہنم کی حَسِيْس کو بھی سن نہ سکیں گے۔ جہنم کی آواز کی جو سرسراہٹ ہے اس کو بھی وہ نہیں سن سکیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا جیسے ہارونؑ کے ساتھ بچھو کا معاملہ تھا۔ ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کو شریک گردانا گیا مگر آپؓ کا دامن بالکل پاک تھا۔ ان آیات سے مجھے حضرت علیؓ کی بریّت اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہے۔“ (ضمیمہ اخبار بدر، قادیان۔ ۱۹/مئی ۱۹۱۱ء)

اب یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تحریر جو ہے یہ بہت غور طلب ہے۔ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ تعلق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب حضرت علی کو اپنے پیچھے امیر بنا کر گئے تھے تو اس امارت کے دوران معلوم ہوتا ہے کہ بعض فتنہ گروں نے کچھ فتنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی طرح حضرت علی کا رعب نہیں تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت علی کو آپ نے مخاطب کر کے یہی بات کہی تھی کہ جس طرح ہارون پیچھے رہ گیا تھا اس کا قصور نہیں تھا کہ اس کے نتیجہ میں قوم نے ایک بدی کو پکڑ لیا بلکہ ہارون اس سے معصوم اور مبرّا تھا اسی طرح تیرے زمانہ میں بھی میری عدم موجودگی میں اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے تو تُو اس میں قصوروار نہیں ہے۔

اب دوسری بات جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اسی سے مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اس وقت تو رسول اللہ ﷺ موجود نہیں تھے۔ اس زمانہ میں بھی حضرت علی پر وہی الزام لگتا تھا کہ آپ نے اس قتل میں ان کی معاونت کی ہے۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ مجھے اسی وجہ سے ان آیات کی روشنی میں یقین ہو گیا ہے حضرت علی کا اس واقعہ سے قطعاً دور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا صرف خارجیوں کا الزام تھا۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ ان آیات سے مجھے حضرت علی کی بریت اور حضرت عثمان کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہو گیا ہے۔

آخری آیت جو ہے وہ ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۸)۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اے نبی ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا صفت رحمانیت کے لحاظ سے ہی درست ہو سکتا ہے کیونکہ رحیمیت تو صرف مومنوں کی دنیا کے ساتھ ہی مخصوص ہے“۔

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۱۴ حاشیہ)

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا صفت رحمانیت سے تعلق نہ ہوتا تو سارے جہان کے ساتھ کس طرح آنحضرتؐ کا رحمت کا سلوک ہوتا۔ اس میں تو نیک و بد، مشرک، کفار، یہود، عیسائی سب شامل ہیں۔ تو یہ رحمانیت کی وجہ سے تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت اور پیار کے سلوک کو آپؐ کی دعاؤں کی وجہ سے پا رہے تھے اگرچہ محسوس نہیں کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو ان لوگوں کو بھی دعائیں دی ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ پر ظلم کئے ہیں۔ سب سے زیادہ گندی گالیاں رسول اللہ ﷺ کو دی گئیں یعنی عیسائی پادریوں نے اور اس کے متعلق بھی قرآن میں فرماتا ہے کہ اے محمد! ﷺ کہ کیا تو ان کے آثار کے پیچھے اپنے نفس کو ہلاک کر لے گا ان کے لئے دعائیں کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس ظلم اور زیادتی سے بچائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اور تجھ کو ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر

چند مخلص گمنام احمدی بزرگوں کا ذکر خیر

(شیخ خورشید احمد۔ کینیڈا)

مَیں اس وقت چند ایسے فوت شدہ گمنام بزرگوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جنہیں بہت ہی کم احباب جانتے ہونگے مگر انہوں نے اخلاص، قربانی اور تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ ان حالات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے بزرگوں کے ایمان افروز حالات اور ان کی قربانیوں کا علم ہو اور ہم مقدور بھر ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

حضرت خانصاحب برکت علی صاحبؓ

مَیں سب سے پہلے اس بزرگ کا ذکر کرتا ہوں جو ہمارے خاندان میں سب سے پہلے احمدی ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا فخر حاصل کیا۔ ان کا نام حضرت خانصاحب برکت علی صاحب تھا۔ وہ حکومت ہند کے ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اور سالہاسال تک جماعت احمدیہ شملہ کے امیر رہے اور ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد قادیان چلے گئے اور وہاں بھی دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

احمدیت قبول کرنے سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ آپ کے دفتر کے عملہ نے مل کر لاٹری کا ایک ٹکٹ خریدا۔ آپ بھی عملہ کے اصرار پر اس میں شامل ہوگئے۔ کئی سال گزرنے کے بعد، جب کہ آپ احمدی ہو چکے تھے ایک دن آپ صبح کی سیر سے واپس گھر آئے تو دروازہ پر اخباری رپورٹروں اور کیمرہ والوں کا ہجوم دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ کے نام لاٹری کی ایک بہت بڑی رقم نکل آئی ہے جو آج کل کے حساب سے لاکھوں روپے بنتے ہیں۔

اخبار والوں نے آپ سے انٹرویو کے دوران پوچھا کہ آپ اتنی بڑی رقم کس طرح خرچ کریں گے اور آئندہ کے لئے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے بلا تامل جواب دیا کہ میں اب خدا کے فضل سے احمدی ہو چکا ہوں اور ہمارا ایک واجب الاطاعت امام قادیان میں موجود ہے، مَیں ان سے پوچھے بغیر کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا کہ اس طرح غیر احمدی ہونے کی حالت میں مَیں لاٹری میں شامل ہوا تھا اور اب مجھے اتنی رقم ملی ہے میں اسے کس طرح خرچ کروں؟ حضور علیہ السلام کی طرف سے یہ جواب آیا کہ لاٹری میں حصہ لینا ایک غیر اسلامی فعل ہے۔ آپ اس رقم کا ایک حصہ ضرورت مند عزیزوں، غرباء اور مستحقین میں تقسیم کر دیں اور بقیہ رقم اشاعت اسلام کے لئے قادیان بھیج دیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اس میں سے ایک پیسہ بھی ذاتی استعمال میں نہیں لائے۔ احمدی کے طفیل جو نور ایمان انہیں حاصل ہوا تھا یہ اسی کا کرشمہ تھا کہ آپ نے اس گراں قدر رقم کا کچھ حصہ مستحق عزیزوں اور غرباء میں خرچ کیا اور بقیہ رقم پورے انشراح صدر کے ساتھ اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے پیش کر دی اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل کرنے کی سعادت پائی۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد قادیان تشریف لے آئے اور اپنی خدمات جماعت کے لئے پیش کر دیں۔ ان دنوں آپ کے بھانجے حضرت خانصاحب فرزند علی خان صاحب مرحوم سابق امام مسجد فضل لندن جو خاکسار کے نانا تھے، ناظر بیت المال تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو ان کے ماتحت بطور ایڈیشنل ناظر بیت المال کام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ سالہاسال تک پوری بشاشت اور شرح صدر کے ساتھ اپنے بھانجے کے ماتحت خدمات بجا لاتے رہے۔ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم نے بھی اپنے بزرگ ماموں جان کی عزت واحترام کا پورا خیال رکھا۔

آپ تقویٰ کی باریک راہوں کا کس طرح خیال رکھتے تھے اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

ایک دن میں دفتر نظارت بیت المال میں آپ کے کمرہ میں کسی کام کے سلسلہ میں حاضر ہوا۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ کی میز پر دائیں بائیں کچھ لفافے اور کاغذات کو لگانے والی کامن پنیں پڑی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے یہ الگ الگ پنیں کیوں رکھی ہوئی ہیں۔ فرمانے لگے دائیں طرف کی پنیں دفتر کی ہیں اور بائیں طرف کی میری ذاتی ہیں۔ جب دفتری کام کے لئے ضرورت ہو تو مَیں دائیں طرف کی پنیں استعمال کرتا ہوں اور جب ذاتی استعمال کے لئے ضرورت پڑتی ہے تو بائیں طرف رکھے ہوئے لفافے اور پنیں استعمال کرتا ہوں۔ یہ تھے ہمارے بزرگ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کے پاک نمونے اللہ تعالیٰ ہر لحظہ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب اور جید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ، حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ، حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ وغیرہ کے ایمان افروز حالات اور ان کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ تو وقتاً فوقتاً سلسلہ کے اخبارات وجرائد اور جماعت کی مختلف تنظیموں کے اجتماعات میں ہوتا رہتا ہے مگر میں آج چند ان لوگوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو نسبتاً غیر معروف تھے اور گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے مگر ان کی قربانیاں اور پاک نمونے بھی اس قابل ہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جائے۔

حضرت فقیر محمد خان صاحب افغانیؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور صحابی حضرت فقیر محمد خان صاحب افغانیؓ تھے۔ آپ میرے ماموں حافظ بدرالدین احمد صاحب مرحوم کے خسر تھے۔ کابل کے نواحی علاقہ میں رہتے تھے مگر وقتاً فوقتاً قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ بڑے متقی، پرہیز گار اور عبادت گزار تھے اور اپنی استطاعت کے مطابق ہر قسم کی قربانیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت کابل سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ جب قادیان سے مجبوراً احمدی آبادی کا انخلاء عمل میں آیا تو آپ بھی کسی کانوائے میں لاہور اور پھر ربوہ بننے پر وہاں تشریف لے گئے مگر آپ کی ایک ہی تڑپ اور دھن تھی اور وہ یہ کہ کسی نہ کسی طرح قادیان پہنچ جاؤں۔ ہر مجلس میں اور ہر محفل میں بڑے یقین کے ساتھ کہتے کہ میں نے تو مقبرہ بہشتی قادیان میں دفن ہوتا ہے۔ بالآخر ان کے اصرار پر دفتر خدمت درویشان نے کسی نہ کسی طرح عارضی طور پر آپ کو قادیان بھجوا دیا۔ وہاں جا کر آپ بہت خوش اور مطمئن ہوگئے اور یوں محسوس ہونے لگا کہ گویا آپ منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔ ہر کسی کو یہ کہنے لگے کہ مَیں مرنے کے لئے یہاں آیا ہوں اور مَیں نے اب کبھی قادیان سے نہیں جانا بلکہ میں مقبرہ بہشتی قادیان میں دفن ہونا چاہتا ہوں۔ سننے والے انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے کہ ویزا کی میعاد ختم ہونے پر آپ کو مجبوراً یہاں سے جانا پڑے گا۔ بھارتی قانون آپ کو مستقل طور پر یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے باوجود آپ بڑے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتے کہ مَیں تو یہاں مرنے کے لئے آیا ہوں، مَیں کبھی یہاں سے نہیں جا سکتا اور یہ کہ مجھے کامل یقین ہے کہ مَیں یہیں مروں گا اور میری قبر بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوگی۔ بہرحال دن گزرتے چلے گئے اور قادیان سے واپس جانے کی تاریخ نزدیک سے نزدیک تر آتی چلی گئی۔ خانصاحب مرحوم زیادہ سے زیادہ وقت مسجد مبارک میں گزارتے رہے۔ بڑی تضرع اور ابتہال سے دعائیں کرتے رہے۔ بالآخر جب ویزے کی میعاد ختم ہونے میں صرف چند دن باقی رہ گئے تو آپ بیمار ہوگئے اور صرف ایک دو دن بیمار رہنے کے بعد آپ فوت ہوگئے اور نماز جنازہ کے بعد جس میں قادیان کے درویش بڑی کثرت سے شامل ہوئے آپ کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کر دیا گیا اور یوں آپ کی خواہش کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر پورا کر دیا۔

شمس الدین پٹھان

اب مَیں قادیان کے درویشوں میں سے دو نہایت غریب اور گمنام درویشوں کا کچھ حال سناتا ہوں۔ گو وہ صحابی نہیں تھے مگر صحابہ کی صحبت سے فیضیاب ضرور ہوئے۔ درویشان قادیان نے جان کی بازی لگا کر قادیان کی حفاظت کی ہے۔ انہوں نے ایثار، قربانی اور اخلاص کے ایسے ایسے نمونے چھوڑے ہیں جو جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہیں مگر افسوس ہے کہ اکثر احباب جماعت اور پھر ان کی اگلی نسلوں کو ان کا زیادہ علم نہیں ہے۔ انہی خوش قسمت درویشوں کو مخاطب کر کے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا: ؎

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو
تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی
تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

پہلے میں ایک نہایت غریب اور معذور درویش کا حال سناتا ہوں۔ جو لوگ برصغیر کی تقسیم سے قبل قادیان میں رہتے تھے انہیں یاد ہوگا کہ مسجد مبارک کی بڑی سیڑھیوں کے سامنے ایک دکان کے تھڑے پر ایک اپاہج اور معذور شخص بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کی دونوں ٹانگیں ضائع ہو چکی تھیں۔ ان کا نام شمس الدین پٹھان تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ کب احمدی ہوئے مگر ۱۹۱۸ء سے پہلے وہ کوہاٹ سے قادیان آئے اور عمر بھر وہیں رہے۔ برصغیر کی تقسیم ہونے پر انہوں نے درویش ہونے کی سعادت پائی۔ ایک بہت چھوٹی سی کوٹھڑی میں رہائش تھی۔ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ صدر انجمن کی طرف سے انہیں نہایت قلیل وظیفہ ملتا تھا اور لوگ بھی انہیں کچھ دے دلا دیتے ہونگے۔ ۱۹۵۰ء میں وہ وفات پا گئے۔ وہ نظام وصیت میں شامل تھے۔ ان کی وفات پر جب دفتر بہشتی مقبرہ میں ان کی مسل دیکھی گئی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ انہوں نے وصیت تو ۱۹۱۹ء میں کی تھی مگر چندہ وصیت ۱۹۰۱ء سے ۱۹۹۰ء تک کے حساب سے ادا کیا ہوا تھا۔ گویا تصویری زبان میں وہ کہہ رہے تھے کہ کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں احمدی ہوتا اور اس وقت وصیت کرتا اور کاش مجھے ۱۹۹۰ء تک کی زندگی ملتی اور مَیں نوّے (۹۰) سال تک چندہ دیتا چلا جاتا۔ اور اپنی آنکھوں سے جماعت کی ترقی کو دیکھتا۔ یہ ہے ایک احمدی اپاہج اور معذور کا جذبۂ قربانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پانے اور جماعت کی ترقی کو دیکھنے کا شوق اور جذبہ۔ ایک احمدی معذور کے اس جذبہ اور مالی قربانی کی کیا دنیا کے پردہ پر کوئی اور مثال مل سکتی ہے؟ سوال یہ نہیں کہ مرحوم کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

چندہ کی مقدار کتنی تھی مگر اہمیت اس جذبے کی ہے جو اس معذور کے دل میں پیدا ہوا اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس جذبہ کی قدر کی اور اسے پورا کر دکھایا۔

خدا بخش صاحب

اب ایک دوسرے درویش کا جو نہایت غریب اور گمنام شخص تھا، ان کا کچھ حال سناتا ہوں۔ ان کا نام خدا بخش تھا۔ وہ قادیان کے ریلوے سٹیشن کے منظور شدہ قلی تھے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ وہ نوجوانی کے زمانہ میں قلیوں کی وردی پہنے ہر روز گاڑی آنے پر سٹیشن کے پلیٹ فارم پر موجود ہوتے اور اترنے والے مسافروں کا بھاری سامان اپنے کندھوں اور پیٹھ پر لاد کر انہیں منزل مقصود تک پہنچاتے تھے۔ انہوں نے شادی نہیں کرائی تھی اور نہ ان کا کوئی اور عزیز کبھی نظر آیا۔ ایک چھوٹے سے کچے کمرے میں نہایت غریبانہ رنگ میں ان کی رہائش تھی۔ مجھے یاد ہے برصغیر کی تقسیم سے قبل جب وہ سڑکوں پر سے گزرتے تو بچے انہیں استاد پنڈی کے نام سے پکارتے مگر وہ کچھ پروانہ کرتے۔ اور اپنے کام میں مگن رہتے۔ ان کا ایک ہی شوق تھا اور وہ یہ کہ نماز باجماعت ادا کرنی ہے اور حتی الوسع یہ نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا کرنی ہے جو ریلوے سٹیشن سے کافی دور تھی۔ مجھے علم نہیں کہ ان کے پاس کوئی گھڑی تھی یا نہیں مگر نمازوں کے اوقات کا انہیں علم تھا۔ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تو وہ کسی سواری کا سامان نہیں اٹھاتے تھے اور بھاگم بھاگ مسجد کا رخ کرتے۔

دوسرا شوق انہیں یہ تھا کہ مسجد مبارک میں اس مقام پر کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اگر وہ جگہ خالی نہ ہوتی تو نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد وہ پچھلی صف میں بیٹھ کر انتظار کرتے اور جونہی وہ جگہ خالی ہوتی تو فوراً وہاں چلے جاتے اور عین اسی جگہ کھڑے ہو کر سنتیں اور نفل ادا کرتے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ادا کیا کرتے تھے۔ بس یہی دو شوق ان کے تھے جسے وہ حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد انہوں نے درویشان قادیان میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

جیسا کہ عرض کیا گیا انہوں نے شادی نہیں کرائی تھی اور نہ کوئی قریبی عزیز تھا۔ عمر کے تقاضے سے نظر بھی بہت کمزور ہو گئی تھی۔ ان کی ضروریات بہت ہی محدود تھیں۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد نہایت قلیل رقم جو انہیں ملتی تھی اسی میں سے چندہ بھی دیتے اور کچھ پس انداز کرنے کی کوشش بھی کرتے۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد بہشتی مقبرہ قادیان کے اردگرد پختہ چاردیواری بنوانے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ اس کے اخراجات کے لئے درویشان کو بھی تحریک کی گئی کہ اپنی استطاعت کے مطابق اخراجات میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ جب خدا بخش صاحب قلی کو اس تحریک کا علم ہوا تو انہوں نے ۱۳۷۸ روپے کی خطیر رقم اس تحریک میں پیش کر دی اور یہ وہ رقم تھی جو انہوں نے پائی پائی اور پیسہ پیسہ جوڑ کر عمر بھر میں پس انداز کی تھی۔ جب انہوں نے یہ رقم پیش کی تو سب حیران و ششدر رہ گئے کہ پیسہ پیسہ جوڑ کر اپنے خون پسینہ کی سب کمائی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پیش کر دی۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے وہ جو کچھ جمع کرتے وہ اسی نیت اور ارادے سے جمع کرتے رہے کہ سب خدا کی راہ میں پیش کر دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اس جذبہ کو قبول فرمایا۔ چنانچہ ان کی پیش کردہ یہ سب رقم بہشتی مقبرہ قادیان کے اردگرد چاردیواری بنوانے پر خرچ ہوئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی یہ فوت ہو گئے اور انہیں ان کی خواہش اور تڑپ کے مطابق بہشتی مقبرہ قادیان میں ہی دفن ہونے کی سعادت ملی۔

بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کی چاردیواری میں ایک کتبہ نصب ہے جس میں بہشتی مقبرہ کی چاردیواری کے لئے چندہ دینے والوں کی فہرست درج ہے اس میں سرفہرست انہی بابا خدا بخش صاحب مرحوم و مغفور کا نام درج ہے۔ جنہوں نے انتہائی غربت کے باوجود ۱۳۷۸ روپے کی رقم پیش کر دی جو آج کل کے کئی لاکھ کے برابر ہے۔

یہ ہے ہماری جماعت کے ایک معذور اور قلی کا پاک نمونہ۔ کیا دنیا کے پردے پر ایسی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ہمارے ان بزرگوں پر جنہوں نے انتہائی غربت اور لاچاری کے باوجود ذوق عبادت، اخلاص اور قربانی و تقویٰ کے ایسے نادر نمونے چھوڑے جن کی کوئی مثال جماعت احمدیہ سے باہر کہیں نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہر لحظہ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

تادیب النساء

رازداری، زبان پر قابو رکھنا، پردہ

ہر نیک بخت بی بی کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کی رازدار ہو۔ اپنے باپ کی قابل اعتبار بیٹی ہو، اپنے بھائی کی غمگسار ہمدرد بہن ثابت ہو۔ کیونکہ مشہور ہے یا واقعی یہی بات ہے کہ عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں اور وہ کوئی راز پوشیدہ نہیں رکھ سکتیں یا شاید بات یہ ہے کہ عورتوں کے تعلق محبت اپنی سہیلیوں سے مخلصانہ ہوتے ہیں۔ تو یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ایک پیاری بہن سے بات چھپائی جائے اور پھر جبکہ نرم آواز محبت سے تقاضا ہو کہ "بہن ضرور بتاؤ"۔ تو بعض نرم دل نہیں رہ سکتے اور زبان سے نکل جاتا ہے۔ مگر یہ غلطی ہے اور سخت غلطی ہے اور بڑی جبر اور بہادری سے اپنی زبان روکے رکھے ورنہ معتبری نہ رہے گی۔ اور جو ناقابل اعتبار نقصان پہنچتا ہے وہ علیحدہ یاد رکھو۔ اول تو میاں کا راز باہر ہرگز نہ نکالو اور پھر گھر کا بھید مطلق کسی کو نہ دو۔ یہ نہایت اعلیٰ نصیحت ہے۔ اور میرا تو ایک دو دفعہ کا تلخ تجربہ ہے کہ راز بتانے سے آدمی خود ہی مورد الزام بنتا ہے۔

نیز ہر وہ بی بی میری اس عرضِ عاجزانہ پر تنہائی میں ٹھنڈے دل سے غور کرے کہ اپنی زبان قابو میں رکھے۔ اس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلم کو دکھ اور رنج نہ پہنچے۔ یہ تو حضور سرور دو عالم ﷺ کا پاک فرمان ہے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلم کو دکھ و آزار نہ پہنچے اور یہی اسلام میں اخوت کا ثبوت ہے۔ مگر بعض ہماری بہنیں ہیں کہ جب تک دن میں دو چار بار کسی مجلس میں بیٹھ کر کسی غریب کا دل کسی نہ کسی پھبتی سے توڑ نہ لیں ان کو چین ہی نہیں آتا۔ یہ ہرگز اس وقت خیال نہیں ہوتا کہ آخر اس کے پہلو میں بھی دل ہے اور وہ دلشکنی کو بخوبی محسوس کرتا ہے۔ مَیں نے بہت سی بیویوں کو دیکھا ہے کہ جب چار سہیلیوں میں بے تکلف حالت میں بیٹھیں بس پھر ساری متانت بھول گئیں۔ جب دیکھا کہ کوئی ذری غریب مزاج ہے یا سنجیدہ مزاج ہے بس اس کی شامت آ گئی۔ کہیں تو اس پر پھبتیاں اڑ رہی ہیں کہ اری روتی کیوں ہے۔ کہیں اس پر مختلف آوازے کسے جا رہے ہیں۔ اب بے چاری ایسی بے تمیزیوں کا جواب کیا دے۔ مگر اس کا دل ضرور دکھتا ہے۔

سو ہماری عزیز بہنیں خوب یاد رکھیں کہ سنجیدگی اور متانت عورت کا اعلیٰ جوہر ہے اور وقار والی بی بی وہی ہوتی ہے جو مذاق بھی کرے تو اخلاقی حالت کے اندر ہو۔ کسی کو نصیحت کرے، نیکی سمجھائے تو نرمی اور ملائمت سے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ دل کسی کا توڑنا، سخت الفاظ کہنا، نازیبا بات ہے۔ ہر کسی کی اپنی اپنی جگہ عزت ہوتی ہے اور اپنی جگہ سب کوئی شریف سمجھدار ہے۔ بات بات پر سیخ پا ہونا اور اڑنا چڑچڑا پن انسان کو بے عزت کر دیتا ہے اور کہ مستقل مزاجی اعلیٰ درجہ کی انسانیت ہے۔ آدمی استقلال رکھے، فتح مند ہوگا۔ غیر مستقل ذلیل بے اعتبار ہو جاتا ہے۔

نیز چاہئے کہ لگائی بجھائی سے بیبیاں دور رہیں۔ جو بہن اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی اِدھر لگاتی ہے وہ اپنے حق میں کانٹے بوتی ہے۔ وہ آنکھوں میں حقیر اور نگاہوں میں ذلیل ہو جاتی ہے۔ بعض خاتونوں کی عادت ہے جس کے پاس ذرا اِدھر اُدھر کی گپیں شروع کیں۔ بس پھر ایسی گفتگوئے بے تکلف کرنے لگیں کہ گویا اعتبار جما دیا کہ سوائے میرے تجھے کوئی بھی پیارا نہیں۔ اس کا بھید لے کر چلو۔ دوسری جگہ جا بیان کیا۔ اس جیسا کوئی گناہ عظیم نہیں۔ چغلی کھانے والا اول تو خدا تعالیٰ کا گنہگار۔ پھر دنیا میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ سچ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ "چغل خور اپنے مردہ بھائی کا گویا گوشت کھاتا ہے"۔

ہاں سب سے بدتر غلطی بدنظری کی ہے۔ کئی بیویاں دیکھی ہیں کہ جھروکہ میں سے جھانک تانک کرتی رہتی ہیں اور آنے جانے والے کو گلی یا بازار میں تاڑتی رہتی ہیں۔ یہ سخت خطرناک گناہ ہے۔ اور پہلے گناہ عظیم نظر سے ہی شروع ہوتا ہے۔ بڑے تأسف سے کسی سے مَیں نے سنا کہ ایک دن چار پانچ گنوار جا رہے تھے۔ ایک عورت برقعہ پوش بی بی سامنے سے گزری مگر پردہ نہیں کیا۔ آگے آکر انہوں نے کہا بھئی یہ بیویاں اپنے مردوں سے پردہ کرتی ہونگی کیونکہ دیکھو اس نے ہم سے پردہ نہیں کیا۔ انا للہ۔ خدا کے لئے برقعوں کو بدنام نہ کرنا چاہئے۔ پردہ کرو تو اپنی زینت کو ہر طرح کوشش واحتیاط سے چھپائے رکھو۔ ورنہ پھر برقعہ کی ضرورت کیا ہے اور پھر جھالروں والا یا نئی طرز کا برقعہ تو اپنا آپ خود بتا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ (سکینۃ النساء از قادیان)

(اخبار الفضل قادیان دارالامان ستمبر ۱۹۱۳ء)

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.
At the moment, we are running the following offers:
NOKIA 9600 £255+ | Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ | Dishes from 35cm to 1.2m
These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
* All prices are exclusive of VAT

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کے
۱۴ویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

(رپورٹ :منصور احمد۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ فرانس)

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۵، ۲۶ اور ۲۷ مئی بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار بمقام مشن ہاؤس سینٹ پری (Saint Prix) میں خوبصورت روحانی ماحول اور جماعتی روایات کے مطابق منعقد ہوا۔ باجماعت نماز تہجد، نمازوں کی ادائیگی، درس القرآن، تبلیغی وتربیتی تقاریر اس اجتماع کا خاصہ رہیں۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں خدام نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ مجالس کی حاضری سوفیصد رہی۔ نیز نومبایعین نے کثرت سے اس اجتماع میں شرکت کی۔

اس سہ روزہ اجتماع کے پروگرامز کا آغاز جمعۃ المبارک کی نماز سے ہوا۔ اس کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ فرانس نے فرانس کا قومی پرچم اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فرانس نے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا۔

افتتاحی اجلاس مکرم امیر صاحب فرانس کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت عہد اور نظم کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فرانس نے خدام سے خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے اجتماع میں شرکت کی سعادت پانے والے خدام کو خوش آمدید کہا۔ نیز فرمایا کہ یہ تین دن زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی میں گزاریں اور اجتماع سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔

اس کے بعد مکرم اشفاق احمد ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس نے خدام سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی اور اس کا قریبی زمانہ وہ دور ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا نور زمین پر اتر آتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ساری زمین کو منور کر دیتا ہے۔ پس بڑے نصیب والے ہیں آپ لوگ جو اس دور سے گزر رہے ہیں اور چاہئے کہ آپ میں سے ہر ایک اس نور کو پھیلانے والا بن جائے اور لوگوں کو جہالت سے نکال کر اس نور سے روشن کر دیں۔

مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔

علمی مقابلہ جات میں حسن قراءت، حفظ قرآن، اذان، نظم، پیغام رسانی، فرنچ اور اُردو تقاریر کے مقابلہ جات شامل تھے۔ نیز خطبات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے موضوع پر ایک کوئز پروگرام ہوا جو بہت پسند کیا گیا۔

خدام کے ورزشی مقابلہ جات میں رسہ کشی، ٹیبل ٹینس، زور بازو، ۱۰۰ میٹر اور ۱۵۰۰ میٹر کی دوڑ، گولہ پھینکنا، لمبی چھلانگ اور فٹ بال کے مقابلہ جات شامل رہے۔ خدام نے بڑے جوش اور دلچسپی سے ان میں حصہ لیا۔ فٹ بال کا فائنل میچ پیرس ریجن اور آل فرانس مجالس کے درمیان ہوا۔ کھلاڑیوں نے بڑے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ہفتے کی رات باربی کیو کی پارٹی ہوئی جس سے خدام بہت لطف اندوز ہوئے۔

دوران اجتماع ایک تبلیغی نشست کا اہتمام بھی ہوا جو کم وبیش دو گھنٹے جاری رہی۔ حاضرین نے جن میں غیر از جماعت احباب بھی شامل تھے بڑی توجہ اور دلچسپی سے ساری باتیں سنیں۔ مکرم امیر صاحب نے بڑے دلکش انداز میں سوالات کے مدلل اور اثر انگیز جوابات دئے۔ الحمد للہ کہ مہمانوں نے اس نشست پر گہری خوشی کا اظہار کیا۔ اجتماع کے بابرکت موقعہ پر دو حق کی متلاشی روحیں بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔

حضور ایدہ اللہ کے ارشادات کے مطابق اجتماع کے دوران ایک گھنٹہ نماز باترجمہ سکھانے کے لئے مختص کیا گیا۔ خدام کو مختلف گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ خدام نے اس پروگرام کو بھی پسند کیا۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس اتوار کے روز ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ فرانس کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم فہیم احمد نیاز صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر اور فضل ہے کہ ہمارا اجتماع کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ خدام کو چاہئے کہ جو کچھ انہوں نے یہاں سیکھا ہے اسے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور آئندہ بھی جماعتی پروگرامز میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ آخر میں انہوں نے محترم امیر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے ہر لحہ رہنمائی فرمائی اور اپنا قیمتی وقت خدام کے ساتھ گزارا۔

بعدۂ مکرم امیر صاحب نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ نیز حسن کارکردگی پر چند خدام کو خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں خدام الاحمدیہ کی کارکردگی کو سراہا اور مسرت کا اظہار کیا۔ نیز خدام کو تبلیغ کے جہاد کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ آپ اپنی تمام قابلیتیں، صلاحیتیں اور لیاقتیں اس راہ میں صرف کر دیں تو اللہ تعالیٰ ضرور برکت ڈالے گا اور ضروری ہے کہ آپ دعا اور استقامت سے کام لیں اور کوششیں جاری رکھیں۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور یوں مجلس خدام الاحمدیہ کا ۱۴واں سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ

قارئین کرام سے اپنی جماعت نیز مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کے لئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کی خواہشات کے مطابق صحیح خادم دین اور بہترین داعی الی اللہ بنائے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو فتح مبین نصیب فرمائے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے تعلق میں ہدایات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"نکاح کا معاملہ کیسا پاک معاملہ تھا اور اس میں کس قدر خوف اور ڈر کی ضرورت تھی لیکن مسلمانوں نے اس کی وہ بری گت بنائی ہے کہ جس کی حد نہیں اور جو لوگ مصلح بنتے ہیں جب ان کا خود معاملہ پیش آتا ہے تو ان کے ہاں بھی لغویات ہوتی ہیں جن کے متعلق وہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کریں تو رشتہ داروں میں تفرقہ ہوتا ہے۔ جب تک باجے، آتش بازیاں اور کنچنیوں کے طائفے ساتھ نہ ہوں ان کی شادیاں ہی نہیں ہوتیں۔ ابھی چند دن ہوئے میں نے ایک مولوی صاحب جو ایک مسجد کے امام بھی تھے کے متعلق اخبار میں پڑھا تھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی شادی پر دو طائفے منگائے۔

غرض کسی پہلو سے دیکھا جائے اسلام میں خرابیاں ہی خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ جب اس قدر نقص ہر طرف پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصلح ضرور آنا چاہئے تھا اور ان نقائص کو دیکھ کر احمدیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مصلح کو قبول کر کے کیا حاصل کیا ہے۔ ان کی شادیوں میں کوئی ایسی فضول رسم نہیں ہوتی۔ نہ باجا ہوتا ہے، نہ ڈوم مراثی ہوتے ہیں۔ نہ سٹھنیاں دی جاتی ہیں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ مسجد میں لوگ ذکر اللہ کے لئے جمع ہوتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے کہ ٹھہر جاؤ ایک نکاح کا اعلان ہوگا۔ پھر ان کو وہ کلمات سنائے جاتے ہیں جن میں ان کو بتایا جاتا ہے کہ یہ معاملہ نکاح جو تم کرنے لگے ہو ایک آدھ دن کے لئے نہیں بلکہ عمر بھر اور نہ صرف عمر بھر کے لئے بلکہ عاقبت تک کے لئے ہے۔ اس لئے خوب سوچ لو اور اپنی نیتوں کو صاف کر لو پھر اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کا نکاح کیا گیا۔ کجا یہ نکاح اور کجا وہ نکاح۔

اگر اور باتوں کو نہ دیکھا جائے یہی کتنی بڑی خدمت اسلام ہے جو مرزا صاحب نے کی۔ اور اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے علم کلام ہی نیا پیش نہیں کیا بلکہ انہوں نے اسلام کے ان تمام نقائص کو دور کر دیا ہے جو پیدا ہو گئے تھے۔ عقائد کو درست کیا، اعمال کو درست کیا، معاملات کو درست کیا، تمدن کو درست کیا۔ غرض سب باتوں کو درست کیا۔ اور اسلام کو ایسا خوبصورت بنا دیا جیسا کہ وہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر تھا۔ اس لئے احمدیوں کو خدا کا شکر گزار ہونا چاہئے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ اگر ہم شکر گزار ہونگے تو ہمارے لئے اس کی نعمت بڑھے گی اور اگر ناشکری کریں گے تو پھر اس کا عذاب بھی سخت ہے۔"

(خطبہ نکاح فرمودہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۲۱ء)

DAUD TRAVELS

WELLCOME TO THE GERMANY JALSA SALANA 2001

Thinking of travelling to U.K.,Germany or France by car or by van. Then don't think any more and book with Daud Travel your ferry ticket s

DOVER / CALAIS - CALAIS / DOVER

Returning within 5 days : 450 DM / 155

Unlimited Stay : 575DM / 190

For bookimg in the U.K. contact Ibrar Baig on 07960 134121

For booking in Germany call on:

00 49 (0) 69-233654 Fax :0049 (0) 69-259359

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALSNEEDS

☆.......☆.......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

بھیرہ

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے علاقے کوہستان نمک کے دامن میں دریائے جہلم کے کنارے پر ایک قدیم قصبہ بھیرہ آباد ہے۔ ایک مؤرخ کے مطابق اس کا نام راجہ بھدراسین کے نام پر بھدروی نگر یا بھدرواتی نگر تھا۔ العتبی نے اس کا ذکر بٹیہ یا بھدیہ کے نام سے کیا ہے۔ سکندراعظم کے وقت میں یہ جگہ درختوں سے گھری ہوئی تھی جس کی وجہ سے یونانیوں نے اسے پیرہ کہنا شروع کردیا اور فوجی پڑاؤ کی وجہ سے یہاں ایک بستی آباد ہوگئی جو پیرہ کہلائی اور آخر بھیرہ کے نام سے موسوم ہوگئی۔ چینی سیاح فاہیان نے اس کا ذکر بھیدہ کے نام سے کیا ہے۔ اس کی قدامت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے نواح میں Indo-Scytnic اور Gracco Bactrian عہد کے سکے بھی برآمد ہوئے ہیں۔

پہلے بھیرہ دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر آباد تھا۔ ۱۵۱۹ء میں بابر نے اس پر حملہ کیا اور اپنی کتاب میں یہاں کے قلعہ کا نام "جہاں نما" لکھا۔ Ancient Geography of India کے مطابق بھیرہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے جس کے معنی ہیں دارالامن۔ موجودہ بھیرہ دریا کے مغربی کنارے پر آباد ہے جسے شیر شاہ سوری نے ۱۵۴۰ء میں ایک مسجد اور کسی ولی اللہ کے مزار کے گرد تعمیر کیا۔ ۱۷۵۷ء میں احمد شاہ ابدالی کے سپہ سالار نورالدین نے بھیرہ پر حملہ کرکے اسے تاراج کردیا۔

یہ علاقہ قدیم سے عظیم لشکروں کی گزرگاہ رہا ہے۔ آریہ قوم بھی یہاں سے گزری، سکندراعظم اور مشرقی ایشیا کی دیگر حملہ آور قوموں کے قدم بھی یہاں پڑے۔ آریہ قوم کی آمد سے قبل بھیرہ پنجاب میں ایک عظیم تجارتی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد مبارک میں مسلمان یہاں پہنچے۔ حضرت عثمانؓ کے دَور میں مسلمانوں نے یہاں اپنا تجارتی مستقر قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ایک تبلیغی مرکز بھی قائم کردیا تھا۔

بھیرہ کی تاریخی شاہی مسجد شیر شاہ سوری نے تعمیر کروائی تھی جو اعلیٰ اور خوبصورت فن تعمیر کا نمونہ ہے۔ مغلوں نے بھی اس تاریخی شہر کو بہت رونق بخشی لیکن سکھ گردی کے پُر آشوب دَور میں بھیرہ کی رونق بالکل غارت ہوکر رہ گئی۔ اسی دَور میں اس سرزمین میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے جنم لیا جنہوں نے احمد شاہ ابدالی کے سپہ سالار نورالدین کے برعکس بھیرہ کے نام اور مقام، دونوں کو ہمیشہ کے لئے تابندہ کردیا۔ بھیرہ سے تعلق رکھنے والے دیگر اصحابِ احمدؑ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ، حضرت مولوی دلپذیر صاحبؓ (جن کی پنجابی تالیفات آج بھی پنجابی فاضل اور ایم۔اے کے نصاب میں شامل ہیں)، حضرت جمعہ خان صاحبؓ، اور حضرت قریشی نجم الدین صاحبؓ شامل ہیں۔ حضرت جمعہ خان صاحبؓ لکڑی کی نقش نگاری کے بہت بڑے کاریگر تھے۔ انہوں نے دو دروازے ایک ہی طرز کے بنائے تھے جن میں سے ایک آج لاہور کے عجائب گھر میں موجود ہے اور دوسرا مسجد نور بھیرہ میں اُس کمرہ میں داخل ہونے کیلئے لگا ہوا ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ پیدا ہوئے تھے۔

بھیرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشاد پر آپؓ کی آبائی مسجد تنازعہ پیدا ہونے کے بعد غیر احمدیوں کو دیدی گئی تھی اور حضورؓ کے آبائی مکان کو احمدیہ مسجد نور بنالیا گیا تھا۔ یہاں حضورؓ کی یادگاروں کو قائم رکھا گیا ہے۔ اس مسجد کے پہلو میں ایک تنورا ابھی تک موجود ہے جہاں سے حضورؓ کے گھر روٹیاں لگ کر جاتی تھیں۔ جب حضورؓ کی مخالفت بھیرہ میں اتنی بڑھ گئی کہ لوگوں نے بائیکاٹ کردیا تو تندور والے پر بھی دباؤ ڈالا گیا لیکن وہ بڑی جرأت کے ساتھ حضورؓ کو روٹیاں لگا کر دیتا رہا۔ حضورؓ کے آبائی مکانات اور دیگر جگہوں میں سے اکثر جماعت کی ملکیت ہیں۔ پہلے اس علاقہ میں کوچہ حکیم نورالدین کی تختی تین جگہ آویزاں تھی جو بعد میں ہٹادی گئی۔ حضورؓ کے ہسپتال کے طور پر تیار کی جانے والی عمارت اب تار گھر کے طور پر استعمال ہورہی ہے اور ہسپتال کی پرانی عمارت پہلے پرائمری سکول کے طور پر استعمال ہوتی رہی اور بعد میں گوداموں کی شکل اختیار کرگئی۔

بھیرہ کے بارہ میں مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب کا یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵؍ مئی ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت ہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ

آنحضرت ﷺ جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے مسلمان اس بات کے لئے تڑپ رہے تھے کہ کاش انہیں آقائے دوجہاں کی میزبانی کا شرف حاصل ہو۔ اس وقت آنحضور ﷺ نے بعض صحابہؓ سے جو اونٹنی کو روکنا چاہتے تھے، فرمایا کہ میری اونٹنی کو نہ پکڑو، جہاں اللہ تعالیٰ کا اذن ہوگا وہاں یہ بیٹھ جائے گی اور وہی میرے قیام کی جگہ ہوگی۔ آخر یہ خوش قسمتی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے حصہ میں آگئی۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا پورا نام خالد بن زید بن کلیب النجاری الخزرجی ہے۔ آپؓ عام الفیل میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیانی وقفہ میں ۱۲؍ ہجری میں اسلام قبول کیا۔ آپؓ ۷۳؍ انصاری مردوں کے اُس قافلہ میں شامل تھے جسے حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ سے مکہ لائے تھے۔ آپؓ کا مختصر ذکر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍ جون ۲۰۰۰ء میں مکرم لئیق احمد بلال صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں اپنے مکان کی اوپر والی منزل یہ عرض کرتے ہوئے پیش کی کہ مَیں اوپر والی منزل میں رہنا بےادبی تصور کرتا ہوں۔ لیکن آنحضورؐ نے فرمایا کہ ہمیں نیچے رہنے میں آسانی ہے، تم اوپر رہو۔ آنحضور ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثؓ بھی تھے۔

آنحضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت ابوایوب انصاریؓ اوپر والی منزل میں رہنے لگے۔ ایک رات آپؓ کا پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا تو آپؓ اور آپؓ کی بیوی نے ایک چادر سے جلدی جلدی پانی خشک کیا تاکہ پانی ٹپک کر حضورؐ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ آپؓ کا معمول تھا کہ کھانا تیار کرکے پہلے آنحضور ﷺ کی خدمت میں بھجواتے اور جو بچ جاتا وہ میاں بیوی کھالیتے۔ ایک روز جب کھانے میں پیاز ڈالی گئی تو آپؓ نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ نے اُسے نہیں کھایا۔ آپؓ نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر وجہ پوچھی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے فرشتوں سے ہمکلام ہونا ہوتا ہے اس لئے مَیں پیاز کی بُو کی وجہ سے اسے نہیں کھاتا، تم شوق سے کھاؤ۔

آپؓ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپؓ تمام عمر جہاد میں مصروف رہے اور ایشیا، افریقہ اور یورپ کی طرف آنے والے مجاہدوں میں شامل ہوئے۔ ۳۵ھ میں جب حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو آپؓ مدینہ میں تھے اور بعض اوقات مسجد نبوی میں امامت بھی کروایا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں خوارج کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ جب حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو جو اصحاب مدینہ کے والی مقرر کئے گئے، اُن میں آپؓ بھی شامل تھے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت آپؓ مدینہ میں موجود تھے۔

۴۶ھ میں تقریباً ۷۵ برس کی عمر میں آپؓ نے بوزنطیوں کے خلاف اسلامی لشکر کی طرف سے جہاد کیا۔ اسی سال ایک بحری لڑائی کیلئے مصر بھی تشریف لے گئے۔ ۴۹ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے اُس بحری بیڑہ میں بھی آپؓ شامل تھے جو قسطنطنیہ پر حملہ کی غرض سے بھیجا گیا۔ چار سال تک لڑائی میں شرکت کرنے کے بعد جب آپؓ بیمار ہوئے تو یزید بن معاویہ، جو سپہ سالار تھا، آپؓ کی عیادت کیلئے آیا۔ آپؓ نے اسے وصیت کی کہ جب مَیں مر جاؤں تو میرا جنازہ اٹھا کر اُسے دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جاسکو، لے جاکر دفن کرنا۔

۵۲ھ کی ایک رات آپؓ کی وفات ہوگئی۔ آپؓ کو قسطنطنیہ کی فصیل کے سامنے دفن کیا گیا۔ بوزنطی آپؓ کے مزار کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور قحط کے ایام میں یہاں آکر بارش کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ ۷۵۷ھ میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا تو آپؓ کے مقبرہ پر ایک عمارت تعمیر کروائی۔ قبر پر چاندی چڑھا ہوا تابوت رکھا گیا۔ مزار کے ساتھ جامعہ مسجد اور مدرسہ بھی بنوایا۔ ۱۱۳۶ھ میں سلطان محمد ثانی نے آنحضور ﷺ کے آثار متبرکہ جو اُسے سلطان کے محل سے ملے تھے، اِس مقبرہ سے ملحقہ مسجد میں محفوظ کروائے۔

حضرت ابوایوب انصاری کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ مؤاخات مدینہ میں آپؓ کو حضرت مصعب بن عمیرؓ کا بھائی بنایا گیا۔ آپؓ حافظ قرآن تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپؓ سے ڈیڑھ سو احادیث منسوب ہیں جن میں سے پانچ متفق علیہ ہیں۔ حبِ رسولؐ، حق گوئی، اتباع سنّت، جہاد، حسن ظن اور آثار نبوی کا ادب آپؓ کے اخلاق کے نمایاں پہلو ہیں۔

محترم نثار احمد خان صاحب مربی سلسلہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍ جون ۲۰۰۰ء میں مکرم بشارت احمد چیمہ صاحب کے قلم سے مکرم نثار احمد خان صاحب مربی سلسلہ کا مختصر ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

محترم نثار احمد خانصاحب مکرم عبدالقدیر خان صاحب آف لاہور کے فرزند تھے۔ آپ کی والدہ نہایت عبادت گزار اور احمدیت کی فدائی خاتون ہیں۔ اس خانوادہ کا ایک قابل تقلید واقعہ یوں ہے کہ انہوں نے ایک پلاٹ صرف اس غرض سے خریدا کہ اس پر مسجد بنوائیں گے۔ گھر میں بچت کی غرض سے چند انعامی بانڈز خریدے ہوئے تھے۔ ایک بانڈ تعمیر مسجد کی غرض سے وقف کرکے اُس پر لکھ دیا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے گھر کی تعمیر کروانے کے لئے غیبی مدد کرتے ہوئے اُسی بانڈ پر انعام نکالا۔ اب اُس پلاٹ پر اس خاندان کے جذبہ اور مرکز کے تعاون سے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

میٹرک کرنے کے بعد محترم نثار صاحب نے جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری لی اور متعدد جگہوں پر بطور مربی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو تدریس قرآن کریم سے والہانہ عشق تھا۔ ملتان میں ایک گھرانے میں تدریس قرآن کے بعد دوسرے گھر کو جاتے ہوئے راستہ میں نامعلوم وجہ سے سائیکل سے گرے اور سر کی چوٹ جان لیوا ثابت ہوئی۔ چند روز بیہوش رہنے کے بعد آپ وفات پاگئے۔

دعوت الی اللہ کے "جرم" میں آپ پر کئی مقدمات قائم ہوئے اور تین ماہ کیلئے اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی ملی۔ لیکن ضمانت پر رہا ہونے کے بعد بھی آپ نے اس میدان میں کوئی کمزوری نہیں دکھائی بلکہ اپنا فرض بے خوفی اور حکمت کے ساتھ ادا کرتے رہے۔

MTA
Muslim TV
AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

20/08/2001 – 26/08/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 20th August 2001

00.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Children's Class By Huzoor No.143, Rec:13.03.99 First Part
01.30 Children's Programme: Children's Workshop – Prog. No.8
01.55 MTA USA: Various Items
03.00 Highlight of Jalsa: 1984 – 2000 Part 1
03.30 Rencontre avec les Francophones 06.08.01
04.30 Learning Chinese Lesson No. 229, Presented by - Usman Chou Sahib
05.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.372 Rec.25.02.98
06.00 Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00 Interview: of Sahibzadi Naseera Begum Sahiba
08.00 highlights of Jalsa: 1984 - 2000 ®
08.30 Documentary
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.372 ®
09.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
11.00 Children's Corner: Class with Hazoor No. 143 ®
11.30 Learning Chinese: Lesson No.229 ®
12.00 Tilawat, News
12.40 Bangali Service: Various Items
13.40 Rencontre Avec Les Francophones ®
15.00 MTA USA ®
16.00 Children's Corner: Class with Hazoor Class No.143, Rec.13.03.99 ®
16.30 Learning Chinese: Lesson No.229 ®
17.00 German Service:
18.05 Tilawat
18.15 Rencontre Avec Les Francophones ®
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.372 ®
20.25 Turkish Programme
20.55 Majlis e Irfan With Urdu Speaking Friends
21.55 Highlights of Jalsa: 1984 - 2000 ®
22.25 MTA USA: ®
23.25 Learning Chinese: Lesson No.229 ®

Tuesday 21st August 2001

00.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00 Children's Corner: Class No.143 With Hazoor – Rec.17.04.99 Final Part
01.25 Children's Corner: Yassarnal Quran Class No.8
01.50 Tarjumatul Quran : Lesson No.203 Rec: 02.09.97
02.50 Highlight of Jalsa: 1984 – 2000 Part 2
03.31 Mulaqat With Bengali Friends Rec:014.08.01
04.31 Learning Languages: Le Francais C'est Facile Lesson No.12
04.55 Urdu Class: Lesson No.244 Rec.05-01-97
06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 18.02.00
08.00 Highlight of Jalsa: 1984 – 2000 Part 2 ®
08.30 Documentary:
09.00 Urdu Class: Lesson No.244 ®
10.00 Indonesian Service: Various Programmes
11.0 Children's Corner: Children's Class With Hazoor-Rec: 17.4.99®
11.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.12 ®
12.05 Tilawat, News
12.40 Bengali Service: Various Items
13.40 Bengali Mulaqat: With Huzoor ® Rec:14.08.01
14.40 Documentary: ®
15.00 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.203 ®
16.00 Children's Corner: Children's Class With Hazoor – Rec.17.04.99 ®
16.30 Children's Corner: Yassarnal Quran No.8 ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Learning French ® Lesson No.12
18.40 French Programme: Various Items
19.00 Urdu Class: Lesson No.244®
20.05 MTA Norway: Book reading No. 9 Presented by Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
20.25 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
21.35 Highlight of Jalsa: 1984 – 2000 Part 2 ®
22.10 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.203 ®
23.10 Documentary: ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No. 12 ®

Wednesday 22nd August 2001

00.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
01.00 Children's Corner: Hikayatee Shereen Produced by MTA Pakistan
01.15 Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
02.00 MTA USA: Documentary
03.00 Highlights of Jalsa Salana UK – Part 3
03.30 Mulaqat: With Huzoor & Atfal Rec:08.03.00
04.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq Lesson No.60 Hosted by Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
04.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.373 Rec:26.02.98
06.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat Part 4
06.50 Swahili Programme: Jalsa Salana Host: by Abdul Basit Shahid Sahib
08.05 Highlights of Jalsa Salana UK
08.35 MTA Lifestyle: Al Maida
08.55 Liqaa Ma'al Arab: Session No.373 ®
10.00 Indonesian Service : Various Items
10.50 Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
11.30 Urdu Asbaaq: Lesson No.60
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Service: Various Items
13.30 Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec.08.03.00 ®
14.30 Interview: 'Roshni Ka Safar'
15.00 From MTA USA: Documentary ®
16.00 Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
16.35 Learning Languages: Urdu Asbaaq No.60 ®
17.00 German Service:
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Mulaqat No.14
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.373 ®
20.30 Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec.08.03.00 ®
21.30 Interview: 'Roshni Ka Safar'®
22.00 MTA USA: Documentary ®
23.00 Highlights of Jalsa Salana UK ®
23.35 Urdu Asbaaq No.60 ®

Thursday 23rd August 2001

00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.55 Children's Corner: Guldasta No.55 Produced by MTA Pakistan
01.25 Hunar: 'Jewellery made of Clay' Production of Lajna Karachi, Pakistan
01.55 Homeopathy Class: Lesson No.40 By Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 01.11.94
03.00 Highlights of Jalsa Salana UK – 1983 - 2000
03.30 Q/A Session: With Khuddam Rec: 17.11.96
04.30 Documentary: Khilafat Library - Rabwah
05.00 Urdu Class: Lesson No.245 / Rec: 14.02.97
06.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00 Sindhi Prog.: Hospitality
07.40 Sindhi Prog.: Dars ul Hadith 'Education of Children'
08.00 Jalsa Salana UK Highlights ®
08.30 Discussion: 'The Blessings of Khilafat'
09.10 Urdu Class: Lesson No.245, Rec: 14.02.97 ®
10.10 Indonesian Service: Various Items
11.15 Children's Corner: Guldasta No.55
12.05 Tilawat, News
12.30 Inspection & Inauguration of Jalsa Duties By Hazoor
13.30 Documentary about Delegation at Germany Production of MTA Germany
14.00 Documentary about Multinational Jalsa 2000
15.00 Homeopathy Class: Lesson No.40. ®
16.05 Children's Corner: Guldasta No.55 ®
16.35 Documentary: Khilafat Library – Rabwah ®
17.10 German Service:
18.05 Tilawat
18.15 French Programme:
19.15 Urdu Class: Lesson No.245 ®
20.20 Documentary: Khilafat Library - Rabwah
20.45 Q/A Session: With English Speaking Friends Rec.17.11.96 ®
21.45 Homeopathy Class: Lesson No.40 ®
22.50 Jalsa Salana UK Highlights ®
23.20 Discussion: The Blessings of Khilafat ®

Friday 24th August 2001

11.20 Documentary about Delegations arriving at Airport/ Railway stations etc. Germany
11.50 Flag Hoisting
12.00 Friday Sermon: Live From Germany
15.20 Speech by Mau. Naseer A. Qamar Sb. " Millennium and exemplary conduct of the members of Jamaat-e-Ahmadiyya"
15.40 Speech by Mansoor A. Khan Sb. " The bright future of Islam and Ahmadiyyat in Eastern Europe"
16.10 Poem
16.20 Speech by Sahibzada Mirza W.Ahmad Sb " Proofs of the Existence of God Almighty"

Repeat of the days Jalsa Proceedings

Saturday 25th August 2001

Repeat of Fridays Jalsa Proceedings

08.00 Recitation of the Holy Quran
08.10 Poem
08.20 Speech by Dr. Abdul Ghaffar Sb. "Life of The Holy Prophet (saw) Answers to the objections on matrimonial life"
08.45 Speech by Mau. Munir ud Din Shams Sb. " The services of Ahmadiyyat for Quran and other publications"
09.05 Speech by Abdullah Waghauser Sb. Ameer Sb. Germany
09.45 Tilawat, Poem (Ladies Jalsa Gah)
10.00 Hazoor's Address to Ladies
15.00 Recitation from The Holy Quran
15.10 Poem
15.20 Address by Hazoor

Repeat of the Day's Jalsa Proceedings

Sunday 26th August 2001

Repeat of Saturday's Jalsa Proceeding

09.00 Recitation of the Holy Quran
09.05 Q/A Session with Hazoor
11.40 International Bait
15.00 Recitation of the Holy Quran
15.10 Poem
15.20 Hadhrat Khalifatul Masih IV's Concluding Address

Repeat of the Day's Jalsa Proceedings

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 Friday, August 17, 2001 Issue No. 33

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے تحت
صوبائی تبلیغی سیمینار کا انعقاد

(مظفر احمد درّانی - دارالسلام - تنزانیہ)

تنزانیہ کے جنوبی صوبہ مٹوارا(Mtwara) کے شہرMasasiمیں جماعت احمدیہ مسلمہ اور انصار فرقہ (اہل حدیث) کے درمیان ۱۳؍مئی ۲۰۰۱ء بروز اتوار ایک پبلک مناظرہ کا پروگرام تھا۔ مناظرہ کے دن پروگرام سے نصف گھنٹہ قبل مساسی انصار فرقہ کے مدیر اعلیٰ جناب Faraji صاحب کی طرف سے گالیوں بھرے خط میں احمدیہ مسجد میں حاضر ہو کر مناظرہ سے انکار کردیا گیا۔ اس طرح انصار فرقہ کے لیڈروں کے مناظرہ سے فرار کی صورت میں عوام کے لئے تحقیق حق کا ایک موقع جاتا رہا۔

چونکہ مذکورہ مناظرہ سننے کے لئے دو صوبوںMtwaraاور Lindi کی جماعتوں سے دو صد سے زائد احباب مساسی جماعت میں تشریف لا چکے تھے اس لئے اس اجتماع سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس دن تبلیغ سیمینار کا پروگرام بنالیا گیا تاکہ دُور دُور سے سفر کر کے آنے والوں کو تبلیغ کے ہتھیاروں سے مسلح کر دیا جائے اور اگر کسی بھی جگہ پر، کسی بھی وقت حق کے دشمن سر اٹھائیں تو ان کو براہین قاطعہ کے ساتھ دبا دیا جائے اور حقانیت احمدیت کو عام کر دیا جائے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد پروگرام کے مطابق سب سے قبل مکرم محمود احمد شاد صاحب مبلغ سلسلہ نے وفات مسیح از قرآن وحدیث اور اس پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات سے حاضرین کو مستفید کیا اور اس عنوان کی مناسبت سے سیر حاصل گفتگو کی۔

خاکسار مظفر احمد درّانی نے "اسلام میں فیضان نبوت" پر لیکچر دیا۔ مخالفین جہاں جہاں اور جس جس رنگ میں کوئی اعتراض کر سکتے ہیں اس کی نشان دہی کی اور اس کے حقیقی اور علمی جواب سے حاضرین کو آگاہ کیا۔

حاضرین پر جب یہ بات واضح کی گئی کہ مخالفین احمدیت "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے محاورے کے تحت کسی ایک کمزور سی دلیل کے سہارے برف کا گھر بناتے ہیں۔ جس کو ثابت کرنا بھی ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے اس گھر کا گرنا اور برباد ہونا لازمی بات ہوتی ہے۔ اور وہ لازماً برباد ہوتا ہے۔ علم کے میدان میں اور براہین کی رو سے احمدیوں کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا جس کا آپ نے ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے کہ میرے فرقے کے لوگ علم و معرفت میں اس قدر کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنے دلائل اور براہین کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اس لئے اس یقین کے ساتھ آگے بڑھیں کہ فتح وکامیابی ہمارا مقدر ہے اور شکست دشمنوں کا نصیب۔

سیمینار کی تیسری تقریر مکرم ماجد سُودی صاحب معلم سلسلہ افکارا(Ifkara) کی تھی۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد و صداقت بیان فرمائی۔ اور دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔

اس کے بعد حاضرین نے مقررہ موضوعات اور دیگر امور سے متعلق سوالات پوچھے جن کے جوابات خاکسار نے دئے۔ حاضرین و داعیان الی اللہ ساتھ کے ساتھ تقاریر کے نوٹس لیتے رہے۔

چونکہ مناظرہ کے لئے ریکارڈنگ، لاؤڈ سپیکر اور کیمرہ کا انتظام کیا گیا تھا تو یہ ساری چیزیں اس سیمینار کے لئے استعمال ہوئیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضرین نور ایمان سے منور اور تعلیم اسلام سے بہرہ ور ہو کر لوٹے۔ آج تمام حاضرین خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو جرأت کے ساتھ فتح عطا فرمائی ہے اور دشمنان حق بھاگنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر آن اور ہر موقع پر داعیان الی اللہ کو فتح و نصرت سے نوازے اور حق و صداقت کا بول بالا ہو۔ آمین۔

قرآن کریم جمیع کتب سماویہ کی خوبیوں کا جامع ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"مَیں قرآن شریف سے یہ استنباط کرتا ہوں کہ سب انبیاء کے وصفی نام آنحضرت ﷺ کو دئے گئے۔ کیونکہ آپؐ تمام انبیاء کے کمالات متفرقہ اور فضائل مختلفہ کے جامع تھے اور اسی طرح جیسے تمام انبیاء کے کمالات آپؐ کو ملے قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ (سورة البينة) اور ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ﴾ (سورة الانعام)۔ ایسا ہی ایک جگہ آنحضرت ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ تمام انبیاء کی اقتداء کر"۔ (سورة الانعام:۹۱)

(ملفوظات جلد نمبر ۵ ایڈیشن اول صفحہ ۱۱۳)

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

مسانبا(Mosamba) کینیا(مشرقی افریقہ) میں
احمدیہ مسجد کا شاندار افتتاح

(وسیم احمد چیمہ - امیر و مبلغ انچارج کینیا)

مشرقی افریقہ کے ملک کینیا(Kenya) میں ویسٹرن ریجن میں شیانڈا مشن سے ۴۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک گاؤں مسانبا (Mosamba) ہے

مسانبا جماعت میں نوتعمیر شدہ مسجد کا ایک خوبصورت منظر

جس کی آبادی ۱۵۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف کے قریب آبادی احمدی ہے اور ایک مضبوط جماعت ہے۔ ساتھ ساتھ کے گاؤں میں ان کا خاصا اثر ہے۔

کافی عرصہ سے ان کی خواہش تھی کہ جماعت کی اپنی مسجد اور مشن ہاؤس ہو۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس گاؤں میں بھی ایک خوبصورت مسجد، مدرسہ اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

مسجد کی تعمیر میں سارے گاؤں نے حصہ لیا اور بہت خوشی منائی۔ خدا کے فضل سے مستری بھی احمدی تھے اور مزدور بھی احمدی تھے۔

ہمارے مبلغ مکرم جمیل احمد صاحب نے اس مسجد کی تعمیر میں بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور یہ مسجد خدا تعالیٰ کے مخلص اور وفادار عبادت گزار بندوں سے ہمیشہ آباد رہے۔ آمین

مسانبا جماعت کے بعض احباب نوتعمیر شدہ مسجد کے سامنے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔